GLOBAL CARE FOUNDATION

مثالی مسجد

اللہ کا گھر اللہ کے بندوں کے لیے

جمع و ترتیب : عابد احمد کندالم

شائع کردہ:

ملک لیاقت حسین ایجوکیشنل اینڈ چیریٹیبل ٹرسٹ

دکان نمبر C۱۷، پہلی منزل، سیباشاپنگ سینٹر، نیومل روڈ، کرلاویسٹ، ممبئی ۴۰۰۰۷۰

ویب سائٹ: www.mlhngo.com

9 788196 334529

GLOBAL CARE
FOUNDATION
گلوبل کیئر فاؤنڈیشن

مثالی مسجد

اللہ کا گھر اللہ کے بندوں کے لیے

خصوصی شکریہ کے ساتھ

قیصر خالد، آئی پی ایس

مولانا ابو صالحہ

فہرست

مقدمہ	1
تعارفِ ادارہ	5
مساجد کی اہمیت	9
مثالی مسجد ”مسجد نبوی ﷺ“ کا کردار	11
ا۔ تعلیم وتربیت کا مرکز	11
۲۔ دارالقضاء	12
۳۔مالی اور معاشی معاملات	13
۴۔ مہمانان وفود کا قیام	14
۵۔ دارالشفاء	15
۶۔ مسجد میں عورتوں اور بچوں کا دخول	15
۷۔ جسمانی تربیت ورزش کا انتظام	16
۸۔ ادب و تفریح کے مواقع	17
مسجدوں کو مسجد نبوی ﷺ کے طرز پر مرکز خدمت خلق بنانے کی ضرورت	19
ا۔ تعلیم وتربیت کی درس گاہ	21

مثالی مسجد

GLOBAL CARE FOUNDATION

٢۔ دین کی تبلیغ و تفہیم اور نشر و اشاعت 22
٣۔ مرکز انصاف 22
٤۔ مرکز مشاورت 23
٥۔ بیت المال کا مرکز 23

ہمارے مسائل اور مساجد میں ان کا حل 27

٧۔ علاقے کا سروے 27
٨۔ رابطہ خواص 27
٩۔ رابطہ نوجوانان قوم 28
١٠۔ رابطہ نسواں (لیڈیس ونگ) 30
١٠۔ دارالقضاء ر کاو ٔنسلنگ سینٹر 32
١٠۔ بیت المال کا نظام 35
١٠۔ مائکرو فائنانس 37
١٠۔ فنڈ ریسنگ 39
١٠۔ عالیشان مسجدیں اور بدحال ائمہ 41

مسجد کا رجسٹریشن و باقی دستاویزات 45

مسجد کے احاطہ کے دستاویزات 46

اکاؤنٹس اور آڈٹ 47

آخری بات 49

مثالی مسجد

GLOBAL CARE
FOUNDATION

مُقدّمہ

الحمد للہ کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

انسانی زندگی کا ہر لمحہ اللہ رب العزت کی طرف سے امانت ہے جس کی پاسداری کرنا ہر شخص پر لازم ہے اور ہر فرد کو بروز قیامت اس کا جوابدہ ہونا ہے۔ان لمحوں میں سے جوانی کا لمحہ سب سے زیادہ قیمتی اور بیش بہا ہوتا ہے جس میں بدن کے سارے اعضاء مضبوط اور قوی ہوتے ہیں، چستی و پھرتی سے لبریز ہوتے ہیں۔ حواس صحیح و سالم رہتے ہیں۔اسی لیے اسلام نے دیگر لمحوں کے مقابلے میں جوانی کے لمحوں کی نگہداشت اور اس کے صحیح استعمال پر بہت زور دیا ہے۔ان لمحوں کو مفید و کارگر بنانے ہی کے لیے احادیث مبارکہ میں کہیں آیا ہے "۔۔۔موت سے پہلے اپنی زندگی کو، ۔۔۔بڑھاپے سے پہلے اپنی جوانی کو غنیمت سمجھو۔۔۔"(صحیح الجامع ۱۰۷۷) کہیں آیا قیامت کے دن ابن آدم کے قدم رب کے پاس سے ہل نہیں سکتے جب تک پانچ چیزوں کی بابت جواب نہ دیدے۔(۱) اپنی عمر (زندگی) کن کاموں میں بتایا؟ (۲) اپنی جوانی کو کن کن کاموں اور جگہوں پر گزارا؟۔۔۔(سنن الترمذی ۲۴۱۶) دونوں حدیثوں میں غور کرنے سے جوانی اور جوانوں کی اہمیت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے وہ اس لحاظ سے کہ پوری زندگی اور عمر کے بعد جوانی کا خصوصیت سے تذکرہ الگ سے کیا گیا ہے، جب کہ عمر میں جوانی شامل ہے۔بلاشبہ قوم کے نوجوان قوم کے قیمتی سرمائے ہوتے ہیں۔اور ایسا کیوں نہ ہو؟ جب کہ نوجوانانِ قوم ہی ملک و ملت کے عروج و ترقی میں ریڑھ کی ہڈی کا مقام رکھتے ہیں۔
لہذا اسی بنیاد پر ہم میں سے ہر شخص اپنے نوجوانوں سے امیدیں باندھتا ہے۔ان کی بہترین صلاحیتوں کا ثمرہ دیکھنے کا منتظر رہتا ہے۔یہ نوجوان قوم و ملت کو پستی و تنزلی سے نکال کر بام عروج پر لے جائیں، ہر کس و ناکس شدت سے اس کا انتظار کرتا ہے۔ہماری قوم کے نوجوان ہر میدان خیر میں

بازی ماریں، خوشحال اور باعزت زندگی گزاریں، ہر ایک کا سپنا ہے۔

مگر افسوس میرا بارہ سالہ لیگل ایڈ کی فیلڈ میں کام کرنے کے تجربے و مشاہدے نے قوم کی امیدوں کے شیش محل کو چکنا چور ہوتے دیکھا ہے۔
جیلوں میں جب بھی کاؤنسلینگ کے لیے جاتا ہوں تو بہت ہی دلخراش اور تکلیف دہ مناظر سامنے آتے ہیں۔ قیدیوں کی اکثریت مسلم نوجوانوں سے تعلق رکھتی ہے۔ وہاں بھی بداخلاقی، بدتمیزی، اسلام اور شرافت سے دوری ان کی پہچان بنی ہوئی ہے۔ تجزیاتی اور تحقیقی کاموں کے لیے جب علاقوں کا دورہ کرتا ہوں تو بھی مجرمانہ سرگرمی میں مسلم علاقہ صف اول میں نظر آتا ہے۔ ہمارے نوجوانوں کی اکثریت بے فکری، بے راہ روی، بزدلی و کم ہمتی اور نشہ خوری کی شکار ہے جس سے وہ اپنا مقصد حیات فراموش کرچکے ہیں۔ بزرگوں اور تھوڑی سوجھ بوجھ رکھنے والوں سے اس تعلق سے جب بات کی جاتی ہے، تو وہ بھی کافی فکرمند اور بے چین نظر آتے ہیں۔ مگر اس کا حل کیا ہے؟ اس کو لیکر سب پریشان ہیں۔ کچھ تو ہمت اور حوصلہ ہی ہار گئے اور اس قدر مایوس ہوگئے کہ کہنے لگے انھیں اب نہیں سدھارا جاسکتا ہے۔ ان کا علاج اب ممکن نہیں۔ ٹھوکریں کھائیں گے تو خود سدھریں گے۔ لیکن نہیں، یہ حل مناسب نہیں۔ ہم نے دیکھا ہے ٹھوکروں پر ٹھوکریں کھاتے ہوئے اور بربادی کے دلدل میں مزید پھنستے ہوئے، اور سماج اور قوم کو پھنساتے ہوئے۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں بیرون دریا کچھ نہیں

اگر ہم واقعی فکر مند اور مخلص ہیں تو ان شاء اللہ ہماری محنت ضرور رنگ لائے گی بشرط یہ کہ نبوی طریقہ اپنائیں۔

کئی سالوں کا میرا یہ بھی تجربہ ہے کہ ہمارے نوجوانوں میں صلاحیت ولیاقت کی بھی کمی نہیں، بھرپور صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ بس صحیح رہنمائی، اسلامی تربیت اور پاکیزہ ماحول سے محرومی نے ان کو تباہ کیا ہوا ہے۔ لہٰذا اب قوم وسماج کے ہر صاحب بصیرت اور دور اندیش شخص کی یہ اخلاقی، سماجی اور دینی ذمہ داری بنتی ہے کہ جو نوجوان اپنی غلطی یا کسی سازش کے تحت جیلوں میں بند ہیں انہیں رہا کرانے کی کوشش کریں۔ بالخصوص مسلم علاقوں میں کاؤنسلنگ کے مستحکم پروگرام کریں۔ اس میدان کے ماہرین کی مدد لیں۔ اور اس کا مرکز اپنے علاقہ کی مسجدوں کو بنائیں۔ کیونکہ مسجدیں قوم وملت کی تعمیر وترقی میں بڑی اہم کردار ادا کرتی رہی ہیں۔

اس کتابچہ میں مسجدوں کو ملک وسماج، قوم وملت اور انسانیت کے لیے کیسے مفید تر بنائیں؟ مسجدوں سے ہر آدم زاد کو کیسے بھرپور فائدہ پہنچے؟ اسی کا ایک خاکہ پیش کیا گیا ہے۔

آپ تمام محترم قارئین سے التماس ہے کہ اللہ کے واسطے مسلکی عینک اتار دیں۔ اپنے اپنے مکتبہ فکر کی بات کبھی اور کر لینا مگر یہ وقت ہے مل جل کر امت مسلمہ کے مسائل کو سمجھنے کا، اور اس کا حل تلاش کرنے کا۔

ایک ہو جائیں تو بن سکتے ہیں خورشید مبین　　ورنہ ان بکھرے ہوئے تاروں سے کیا بات بنے

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ الہ العالمین اس کتابچے کو امت کی اصلاح کا، اس کی کامیابی اور کامرانی کا ذریعہ بنا۔ ہماری مسجدوں کو مثالی بنا، مرتب، ناشر اور ہر تعاون کرنے والے کی کوشش کو قبول فرما۔ آمین

العارض
عابد احمد کندالم

خدمت خلق کے شیدائی "آزاد" کی زبانی

" کچھ لوگ صبح ہوتے ہی شہر کی راہ لیتے، بیماروں کی تیمارداری کرتے، کمزوروں اور معذوروں کو روٹی پکا کر دیتے، بیوہ عورتوں کا سودا سلف بازار سے لاتے، دو شخصوں کو آپس میں لڑتا دیکھتے تو منتیں کر کے صلح وصفائی کرادیتے، وہ نہ مانتے تو کہتے کہ ہم کو مار ڈالو مگر آپس میں میل ملاپ کر لو "

(تذکرہ از مولانا ابوالکلام آزاد. ص ٦٤)

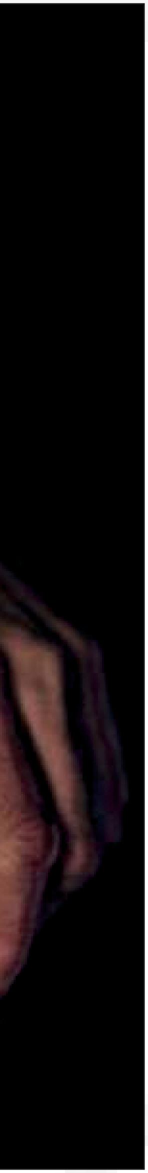

GLOBAL CARE
FOUNDATION

تعارف ادارہ گلوبل کیئر فاؤنڈیشن

نحمد اللہ تعالی و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم اَمابعد!

گلوبل کیئر فاؤنڈیشن ممبئ شہر کا ایک معروف قدیم رجسٹرڈ ادارہ ہے۔ جس کا اولین مقصد معاشرہ میں تیزی سے پھیلتے ہوئے جرائم کی روک تھام ہے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے ادارہ پانچ طرح کا کام انجام دیتا ہے۔

(۱) جیلوں میں بند غیر عادی ملزموں/مجرموں کی رہائی اور پھر ان کی بازآبادکاری۔

جیلوں میں ایسے بہت سارے ملزمین یا مجرمین قید ہیں جو بلا کسی جرم کے پھنسائے گئے ہیں۔ یا پہلی بار کسی چھوٹے اور معمولی جرم کی پاداش میں گرفتار ہوئے اور کئی مہینوں بلکہ سالوں سے بند ہیں۔ ان میں بہت سے ایسے بھی ہیں جن کی کچھ روپیوں کے عوض کورٹ نے ضمانت منظور کر چکی ہے۔ مگر خاندان میں غربت اس حد تک ہے کہ وہ ضمانت کی رقم بھی جمع نہیں کر پاتے ہیں۔ نتیجتاً ضمانت کے باوجود وہ جیلوں میں اپنی بیش بہا زندگی گزار رہے ہیں، اور باہر ان کے بوڑھے ماں باپ بے سہارا، بیوی بچے بے یارو مددگار زندگی کے بقیہ دن گن رہے ہیں۔

چنانچہ ادارہ ایسے قیدیوں سے جیل میں جاکر ملاقات کرتا ہے۔ ان کی تفصیلات جمع کرتا ہے۔ باہر ان کی جانچ پڑتال کرتا ہے۔ اور پوری تحقیقات کے بعد پھر انہیں جیل سے رہائی کے لئے جو بھی مدد درکار ہوتی ہے ادارہ خود آگے بڑھ کر اسے انجام دیتا ہے۔
الحمدللہ گزشتہ صرف چند سالوں میں ہی سیکڑوں ایسے قیدیوں کی رہائی دلانے اور بازآبادکاری میں ادارہ کو کامیابی ملی۔ وللہ الحمد۔

(۲) لیگل ایڈ کلینک کے ذریعہ عوام کو مفت قانونی صلاح و مدد فراہم کرنا

اس وقت ہمارے سماج میں جہالت و نادانی کی جو حالت ہے وہ انتہائی ناگفتہ بہ ہے. آج کورٹ، کچہری اور پولس اسٹیشنوں میں بالخصوص ہماری ہی قوم کے لوگ نظر آتے ہیں. اکثر وکلاء، سرکاری یا غیر سرکاری عہدے داران نادان عوام کا خوب استحصال کرتے ہیں. فیس یا خرچے کے نام پر موٹی موٹی رقمیں اینٹھتے ہیں. کبھی کبھی مجبور و غریب خاندانوں کی عزتیں تک لوٹ لی جاتی ہیں. افسوس دن بدن پورا سماج اور تیزی سے نت نئی مشکلات میں گھرتا چلا جارہا ہے.

چنانچہ عوام کی ان ہی مشکلات کو دیکھتے ہوئے لیگل ایڈ کلینک کا قیام وجود میں لایا گیا ہے. اس کلینک کے تحت ہفتہ واری ممبئی کے ڈونگری، گونڈی اور ممبرا وغیرہ علاقوں میں ماہر وکلاء کی ٹیم بیٹھتی ہے، جہاں مختلف طرح سے پریشان حال وضرورت مند لوگ آکر قانونی معلومات حاصل کرتے ہیں. اپنے کیسیز ومقدمات سے متعلق قانونی مدد کی گہار لگاتے ہیں. یا گھریلو تنازعات پر ثالثی کی فرمائش کرتے ہیں. ہمارے معتبر وماہر وکلاء کی ٹیم الحمد للہ ہر طرح کے تعاون کو اپنی ذمہ داری سمجھتی ہے اور خوشدلی کے ساتھ دست تعاون دراز کرتی ہے. بالخصوص قانونی امداد کے لئے سرکاری اسکیموں سے ضرور فائدہ پہنچاتی ہے.

(۳) قانونی بیداری مهم

اب یہ حقیقت بھی کسی سے چھپی ہوئی نہیں ہے کہ ہمارے سماج میں قانونی بیداری کا فقدان ہے۔ لوگوں کو قانون پتہ نہیں ہے۔ وہ دوسروں کی کیا مدد کریں گے خود ہی آئے دن الگ الگ مصیبتوں کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔ وہ دوسروں کا گھر بسانے میں کیا کردار ادا کریں گے، اکثر اپنے ہی گھر کو ٹوٹنے اور بکھرنے سے نہیں بچا پاتے ہیں۔

لہٰذا لوگوں میں قانونی بیداری پیدا کرنے کے لئے حسب موقع وضرورت ورکشاپ کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ جس سے سماج کا ایک بڑا طبقہ الحمدللہ خوب مستفیذ ہوتا ہے۔

(٤) پیرالیگل ٹریننگ پروگرام

ہر سماج میں کچھ ایسے نیک افراد یا افراد کے گروپس ہوتے ہیں، جن سے دوسروں کی پریشانیاں، دکھ درد دیکھی نہیں جاتی ہے۔ وہ لوگوں کو مصیبت میں دیکھ کر تڑپ اٹھتے ہیں۔ ان کی مدد ونصرت اور فلاح وبہبود کا جذبہ انہیں بے چین کر دیتا ہے۔ مگر وہ ناتجربہ کار ہوتے ہیں۔ کام کرنے کے طریقے سے نابلد ہوتے ہیں۔ سرکاری اسکیموں سے بھی لاعلم ہوتے ہیں۔ انہیں ایسے سرکاری اور غیر سرکاری فلاحی اداروں (این جی او) کا صحیح علم نہیں ہوتا ہے جو ان کے لئے کام کو آسان بناتے ہیں۔ مفت یا کم خرچ پر ان کا کام بہتر انداز میں پورا کرتے ہیں۔ نتیجتاً انہیں بھاگ دوڑ بھی زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ قوم کی جمع شدہ زکوۃ وصدقات کی امانت میں سے بھاری بھرکم رقمیں بھی خرچ کرنی پڑتی ہیں اور افسوس ضرورت مند وپریشان حال کو خاطر خواہ فائدہ بھی نہیں ملتا۔ اور اس سے بڑھ کر دکھ کی بات تب ہوتی ہے جب خیر خواہی کے جذبہ سے سرشار کام کرنے والے بعض افراد یا گروپ

قانونی پہلوؤں پر عدم توجہی سے خود مصیبت میں پھنس جاتے ہیں۔

ایسے ہی پریشانیوں سے چھٹکارہ دلانے کی خاطر ادارہ خیر خواہی کے جذبہ سے کام کرنے والے نوجوانوں اور طلبہ کے درمیان "پیرالیگل ٹریننگ پروگرام" منعقد کرتا رہتا ہے۔ جس میں ماہرین فن کے ذریعہ بتایا جاتا ہے کہ فلاحی کام کرتے وقت کن کن باتوں کا بہت خیال رکھیں، قانونی چارہ جوئی کیسے کریں۔ کہاں کس طرح کے دستاویزات کا استعمال کریں۔ کام کرنے کا انداز کیسا ہو کہ خود کو ہر طرح کی پریشانی سے محفوظ رکھا جاسکے۔

(۵) پرہیز: (چلڈرین ہوم میں ہندوستان کا پہلا نشہ چھڑانے کا ادارہ)

PARHEZ
A Project by Global Care Foundation

1st In-House Deaddiction Counselling and Therapy Center for Juveniles

اکثر جرائم کی وجوہات میں سے سب سے بڑا اور بنیادی وجہ نشہ خوری ہے۔ ہمارے سماج کی اکثریت نشہ کی لت میں بری طرح ڈوبی ہوئی ہے۔ ڈونگری چلڈرین ہوم کے ذمہ داران سے ہماری بات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ ہمارے یہاں ڈونگری چلڈرین ہوم میں جتنے بچے جرم کر کے آتے ہیں ان میں سے اکثریت کو نشہ کی بری عادت پڑی ہوئی ہے۔ ان کی زندگیاں برباد ہو رہی ہیں۔ نشہ سے چھٹکارے کے لئے کچھ کرنا چاہئے ان کی زندگیاں بچانی چاہئے۔

لہٰذا اسی حقیقت کے مدنظر ہم نے ہائی کورٹ ممبئی، چلڈرین ایڈ سوسائیٹی اور وشواس ٹرسٹ کے اشتراک سے ڈونگری چلڈرین ہوم میں نشہ چھڑانے کے لئے پرہیز نامی ادارہ شروع کیا ہے۔

آپ ہمارے ساتھ مل کر کیا کرسکتے ہیں؟

۱- آپ کے علم میں اگر کوئی ایسا کنبہ / خاندان ہو جس کا کوئی فرد / ممبر جیل میں بند ہو اور اسے ضمانت کے لئے کسی مدد کی ضرورت ہو تو ہم سے رابطہ کرائیں۔

۲- آپ اپنے علاقہ میں قانونی امداد یا کوئی بیداری پروگرام کرانا چاہتے ہیں، تو بھی ہم سے رابطہ کریں۔

۳- آپ اپنے علاقہ میں کسی بھی فلاحی یا رفاہی کام کے لئے مشورہ چاہتے ہیں، تو ہمارے ماہرین و تجربہ کار معزز ممبران سے ملیں۔

مساجد کی اہمیت

اسلامی معاشرے میں مسجد کی اہمیت وہی ہے جو انسانی جسم میں قلب کی یا پھر کسی مکان میں بنیاد کی ہے۔ یہ معاشرے کی تعمیر، تشکیل، تربیت، تہذیب اور نگہداشت کا مرکز ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں سے اللہ کے دین کی تعلیم و تبلیغ اور تفہیم و تشریح کا سلسلہ چلتا ہے۔ یہ حق و انصاف کی ضمانت گاہ بھی ہے اور عدل کے ظہور کا مرکز بھی۔ امت کی تاسیس اور تشکیل یہیں سے فروغ پائی ہے۔ نبی ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانے میں امت کو درپیش مسائل کی فکری اور عملی فیصلہ سازی کا سینٹر بھی یہی رہی ہے۔ یہ مکمل امن کی جگہ ہے، بلند اخلاقِ اور اسلامی رواداری کے اظہار کی جگہ ہے۔ اگر ہم اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں تو پتہ چلے گا کہ مساجد ہمیشہ امت کی قیادت کا مرکز رہی ہیں۔ اسلامی معاشرے کی بنیاد جن عملی باتوں پر متعین کی گئی ہے یعنی نماز کو قائم کرنا اور زکوۃ دینا وغیرہ ان کے متعلقات کے عملی مظاہرہ کی سب سے اہم درس گاہ بھی مساجد ہی رہی ہیں۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں جمعہ کا اہتمام ہوتا ہے اور امت کا فی الوقت قائد یا اس کا نمائندہ امام امت کو درپیش دینی، اخلاقی، سیاسی، سماجی اور معاشی مسائل پر ان کو آگہی اور ان کی رہنمائی کرتا ہے، اور انسانیت کے اعلی اخلاقی قدروں اور نیک اعمال کی طرف انھیں راغب کر انسانی کردار کے اضحلال، عدم توازن اور اخلاقی برائیوں سے رکنے کی بھی تلقین کرتا ہے۔ مسجدیں خدمت خلق کا مضبوت قلعہ ہیں۔

مسجد کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لارہے تھے تو راستہ میں ہی دوران سفر سب سے پہلے اپنے دست مبارک سے مسجد قباء بنائی اور یہاں پہلا جمعہ ادا کیا۔ مدینہ پہنچ کر بھی اپنے گھر کی تعمیر سے پہلے مسجد نبوی ﷺ کی بنیاد رکھی اور اسے تمام انفرادی اور اجتماعی معاملات کا مرکز قرار دیا۔

ہمارے پاس مسجدیں الحمدللہ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ ہر علاقے میں چھوٹی مسجدوں سے لیکر جامع مساجد تک موجود ہیں۔ جن کے کل احاطہ کو ناپا جائے تو ہمیں احساس ہوگا کہ کتنی بڑی جگہ ہمارے پاس ہے اور ہم اس پوری احاطہ کو کتنا استعمال میں لارہے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ مسجد نبوی ﷺ قیامت تک کے لئے امت مسلمہ کے لیے ایک مینارۂ نور اور اسوۂ نبوی ﷺ کا عملی نمونہ ہے۔ اس کسوٹی پر ہم اپنے معاشرے کی مساجد میں ہونے والے امور کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ ہم نے اسے معاشرہ میں عبادت وبندگی، تعلیم وتربیت اور خدمت خلق کا مرکز اور محور بنانے کی بجائے کس طرح مصنوعی تقدس دے کر نہ صرف مسلم سماج و سوسائٹی کو بلکہ پوری انسانی برادری کو اس کے حقیقی فوائد اور ثمرات سے محروم کر رکھا ہے۔ اس کی ظاہری بناوٹ، سجاوٹ اور صفائی ستھرائی کی ماشاء اللہ بھرپور کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن اسے مسجد نبوی ﷺ کی طرح حرکت و عمل اور مرجع خلائق کا ایک اعلی اور مثالی نمونہ بنانے کی طرف بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔

نوٹ: اس کتابچہ کے کچھ موضوعات اور مواد دوسری کتابوں سے اخذ کئے گئے ہیں، ہم سبھی احباب کے مشکور و ممنون ہیں۔

مثالی مسجد "مسجد نبوی ﷺ" کا کردار

تعلیم وتربیت کا مرکز

مسجد نبوی ﷺ پہلی اقامتی (ریسی ڈینشل) یونیورسٹی تھی، جو رسول اللہ ﷺ نے قائم فرمائی تھی۔ جو علم کے متلاشیوں کے لیے مکمل تعلیم گاہ تھی۔ اہل مدینہ اپنی انتہائی فیاضی وسخاوت کے باعث جب کھجوروں کی فصل تیار ہو جاتی تو صاحب حیثیت لوگ کھجوروں کے خوشہ تحفہ کے طور پر لاتے اور مسجد نبوی ﷺ کے اندر لٹکا دیتے۔ ان میں سے کچھ کھجوریں گرتیں تو طالبان علوم نبویہ میں سے غریب مسلمان اسے کھالیتے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ جب اپنی انتہائی فیاضی کے سبب مقروض ہوگئے تو قرض کی ادائیگی کے سلسلے میں انھیں اپنا مکان تک فروخت کر دینا پڑا اور انھیں بھی رہنے کے لیے نبوی درس گاہ میں جگہ دی گئی۔ درس گاہ نبوی کے طلباء کے لئے کبھی رسول اللہ ﷺ کے گھر سے اور کبھی دیگر صحابہؓ کی طرف سے کھانے کا انتظام ہو جاتا۔ روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے ایک دن اہل صفہ کے ۸۰ آدمیوں کو کھانے کی دعوت دی۔

نبوی درس گاہ کے طلباء کو تعلیم و تربیت کے علاوہ فوجی کام بھی کرنے پڑتے تھے۔ مثلاً بعض اوقات کسی قبیلے کے خلاف فوج کشی کرنے کی ضرورت پڑتی۔ دشمن کو سزا دینے یا تعاقب کرنے کا مسئلہ درپیش ہوتا تو یہی مسجد نبوی کے طلباء پیش پیش نظر آتے تھے۔ اسی تربیت گاہ سے بڑی بڑی شخصیتیں تیار ہوئیں۔ مشہور فقیہ عبد اللہ بن مسعودؓ، مشہور قاری سالم مولی ابن حذیفہؓ، مشہور محدث عبد اللہ بن عمرؓ، مشہور زاہد ابو ذر غفاریؓ، صہیب رومیؓ، سلمان فارسیؓ، ابو الدرداءؓ، حضرت ابن ام مکتومؓ، موذن رسول حضرت بلالؓ، غسیل الملائکہ حضرت حنظلہؓ، فاتح عراق سعد بن ابی وقاصؓ، فاتح آرمینیا حضرت حذیفہ بن الیمانؓ وغیرھم۔

کوشش کریں مسجد میں مؤذن اچھی آواز والا ہو۔ اور ساؤنڈ کی مشین اچھی کمپنی کی ہو۔ اور آواز درمیانہ رہے۔ اذان کی آواز سن کر ہر طبقہ کے لوگوں کو سکون و اطمینان ملے۔ غصے کا باعث نہ بنے۔

دارالقضاء

مسجد کو قضا اور عدالت کا مرکز بنانے کا سلسلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوا۔ آپ ﷺ مسجد میں فیصلے فرماتے۔ مسجد میں مسلم و غیر مسلم سارے مدینہ والے اپنے اپنے پیچیدہ مسائل لاتے۔ مدعی، مدعی علیہ، ان کے گواہ اور دوسرے لوگ مسجد میں حاضر ہوتے، ان کے بیانات لیے جاتے تھے۔ رحمت عالم ﷺ ان کی بہترین کاؤنسلنگ فرماتے اور فیصلہ سناتے تھے۔ ایک لحاظ سے یہ کھلی عدالت تھی، جس میں ہر شخص کاروائی سننے اور دیکھنے آسکتا تھا۔ آپ ﷺ نے عدالتی فیصلے مسجد ہی میں کیے جیسے فاطمہ مخزومیہ کی چوری ثابت ہونے پر ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ اور غامدیہ کے رجم کا فیصلہ۔ قبیلہ بنی قریظہ کے محاصرے کے دوران ان کے سرداروں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ صحابیٔ رسول ابولبابہؓ کو ان کے پاس بھیج دیں تاکہ وہ مشورہ کر کے کوئی فیصلہ کریں۔ ابولبابہؓ جب اس قبیلے کے پاس پہنچے تو عورتیں اور بچے دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور اس کیفیت کو دیکھ کر ان پر رقت طاری ہوگئی۔ انھوں نے مشورہ دیا کہ وہ ہتھیار ڈال دیں۔ لیکن ساتھ ہی حلق کی طرف اشارہ بھی کر دیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ انھیں قتل کر دیا جائیگا، مگر انھیں فوراً احساس ہوا کہ ان کا اس طرح اشارہ کرنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ خیانت ہے۔ لہٰذا وہ اپنے آپ کو مسجد کے ایک ستون (کھمبے) سے باندھ لیا اور قسم کھائی کہ انھیں اب رسول اللہ ﷺ ہی اپنے دست مبارک سے کھولیں گے۔ ابولبابہؓ چھ رات مسلسل ستون سے بندھے رہے اس کے بعد ان کی توبہ قبول ہوئی اور آپ ﷺ نے انھیں کھول دیا۔

نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ جب کوئی اہم مالی معاملہ پیش آتا تو مسجد ہی سے اس کا بھی حل نکالتے۔ نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے بعد اور اگر نماز کا وقت نہ ہوتا تو "الصلوۃ جامعۃ" کا اعلان کرا کے لوگوں کو مسجد میں جمع فرماتے اور معاملہ ان کے سامنے رکھتے۔ ایک دن دوپہر کو قبیلہ مضر کے لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جو تقریباً ننگے بدن، کمبل یا عبا لپیٹے ہوئے تھے اور گلے میں تلوار لٹکائے ہوئے تھے۔ ان کے فقر و فاقے کی یہ حالت دیکھ کر آپ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ آپ ﷺ گھر میں تشریف لے گئے پھر باہر نکلے اور حضرت بلال ؓ کو اذان دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ بلال ؓ نے اذان دی پھر اقامت کہی، آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور پھر حاضرین کو خطاب فرمایا۔ سورۃ النساء کی پہلی آیت اور سورۃ الحشر کی ۱۸ ویں آیت پڑھی اور اس کے بعد فرمایا: "ہر شخص اپنے دینار و درہم، کپڑے، اور جو کی مقدار میں سے صدقہ و خیرات کرے۔" پھر فرمایا: خیرات کرو چاہے کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ لوگ آتے گئے اور کھانے کی چیزوں اور کپڑوں کے ڈھیر لگ گئے، جسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ آفتاب کی طرح چمکتا دیکھا گیا۔ آپ ﷺ نے قبیلہ مضر کے ان قلاشوں کی بھرپور مدد کی۔ اسی طرح ایک انصاری صحابی کا واقعہ ہے جو آپ ﷺ کے پاس سوال کرنے کے لیے آئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تمھارے گھر میں کچھ نہیں ہے؟ وہ بولے کیوں نہیں۔ ایک کمبل ہے کچھ اس میں ہم اوڑھتے ہیں اور کچھ بچھاتے ہیں۔ اور ایک پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دونوں چیزیں ہمارے پاس لے آؤ۔ وہ گئے اور دونوں لے کر آئے۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کو ہاتھوں میں لیا اور فرمایا: کون خریدتا ہے ان دونوں چیزوں کو؟ ایک شخص بولا: میں لیتا ہوں دونوں کو ایک درہم کے بدلے میں۔ پھر آپ ﷺ نے دو یا تین بار فرمایا: کون ایک درہم سے زیادہ دیتا ہے؟ آخر آپ ﷺ نے

نیلام کے ذریعے دو درہم میں دونوں چیزوں کو فروخت کر دیا۔ اور اس انصاری صحابی سے فرمایا کہ ایک درہم کا اناج لے کر اپنے گھر میں ڈال دے۔ اور ایک درہم کی کلہاڑی لے آ۔ پھر اس کلہاڑی میں ایک دستہ اپنے ہاتھ سے ٹھونک کر فرمایا: جاؤ لکڑیاں کاٹو اور بیچو اور پندرہ دن بعد آنا۔ وہ صحابی گئے اور وہی کام کیا۔ پندرہ دن بعد انھوں نے دس درہم کما لیے تھے۔ کچھ درہموں کا کپڑا خریدا اور کچھ کا غلہ۔ آپ ﷺ نے انھیں سمجھایا کہ یہ کام ان کے لیے سوال کرنے سے بہتر ہے۔ اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فائنانشیل ایکسپرٹ (ماہر اقتصادیات) کہتے ہیں کہ آج کے دور کے مائکرو فائنانس کی بنیاد یہی حدیث ہے۔ کسی شخص کے پاس جتنی کچھ بچت ہے، اسے کار آمد نفع بخش کمائی کا ذریعہ بنانا اور اس کے لیے رہنمائی فراہم کرنا اور اپنی معمولی بچت اور حقیر سرمایا سے اپنے پیروں پر کھڑے ہونا ہی اصل کامیابی کا راز ہے۔ نبی ﷺ کا یہ بھی معمول تھا کہ فجر اور عصر میں سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ پھیر کر بیٹھتے اور غیر حاضر صحابہ کے بارے میں دریافت کرتے اور ان کی ضرورتوں کو جان کر پوری کرنے کی کوشش فرماتے۔

مہمان ووفود کا قیام

نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے مسجد میں نہ صرف ان کی مہمان نوازی کی۔ بلکہ اس عیسائی وفد کو جس کے افراد کی تعداد ساٹھ تھی انھیں اجازت دی کہ وہ اپنے طریقہ سے عبادت بھی کریں۔ اسی طرح قبیلہ ثقیف کا وفد آیا تو آپ ﷺ نے نہ صرف مسجد میں بحیثیت مہمان ٹھہرایا بلکہ ان کے لیے مسجد نبوی ﷺ میں ایک خیمہ نصب فرمایا۔ اور ان کی تکریم کے لیے کئی صحابہ آگے بڑھے۔ مغیرہ بن شعبہؓ نے ان کی خدمت کے لیے بارگاہ نبوی ﷺ میں درخواست دی۔ تو فرمایا کہ ان کی خدمت و تکریم سے آپ ﷺ نہیں روک رہے ہیں۔ لیکن انھیں ایسی جگہ ٹھہرائیں جہاں سے قرآن سن سکیں۔ اس وفد میں ان کے سردار ابن عبد یالیل بھی تھے، جنھوں نے سفر طائف کے موقع پر آپ ﷺ سے بدسلوکی کی اور شہر کے لڑکوں کو اور غلاموں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا کہ تضحیک و تحقیر کریں۔ انھوں نے آپ ﷺ پر کیچڑ پھینکا اور پتھروں کی بوچھاڑ سے زخمی کر دیا۔ پیشانی مبارک کے خون نے بہہ کر پائے مبارک کو رنگین کر دیا تھا۔ بقول مولانا آزادؒ: آپ نے اس سخت بت پرست اور اسلام سے عداوت میں سنگ دل لوگوں کو مسجد میں ٹھہرایا۔ اور اسی کا نتیجہ تھا کہ جس قلعہ طائف کو مسلمانوں کے منجنیق چالیس دن تک سنگ باری کر کے فتح نہ کر سکیں، اس کے بسنے والوں کے دلوں کو آنحضرت ﷺ کے خلق عظیم، اسلامی مصالحت، مسجد کے قیام اور اسلامی عبادات کے نظارے نے چند گھنٹوں کے اندر فتح کر لیا۔ لوہے کی تلوار کو سپر پر روکا جا سکتا ہے لیکن محبت کی تلوار کے لیے کوئی سپر نہیں۔ (جامع الشواہد، ص ۱۹)

دارالشفاء

مسجد نبوی ﷺ میں مجاہدین کے لیے فوجی اسپتال قائم تھا ، جس میں ان کا علاج کیا جاتا۔زخمیوں کی مرہم پٹی ہوتی تھی۔اس کام کی حضرت رفیدہؓ انچارج تھیں جو زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔ایک مرتبہ اس مقصد کے لیے بنی غفار کا ایک خیمہ بھی نصب کیا گیا تھا،جنگ خندق کے موقع پر حضرت سعد بن معاذؓ جب شدید زخمی ہوئے تو ان کے لئے خیمہ لگایا گیا تاکہ خود نبی کریم ﷺ بھی دیکھ بھال کر سکیں۔

مسجد میں عورتوں اور بچوں کا دخول

دور نبوی ﷺ میں عورتیں فرض نمازوں کے لئے مسجد میں آیا کرتی تھیں۔ آج بھی مسجد نبوی ﷺ میں باقاعدہ باب النساء موجود ہے، جہاں سے ان کا داخلہ ہوتا ہے ۔بعض مرتبہ مردوں سے خطاب کرنے کے بعد آپ خصوصی طور پر عورتوں کے پاس آتے تھے اور انھیں نصیحت فرماتے۔ سیرت کی کتابوں میں آتا ہے کہ اس دور میں عورتیں عام طور پر فجر، مغرب اور عشاء کی نماز مسجد میں باجماعت ادا کرتی تھیں۔ایک مرتبہ آپ ﷺ نماز کے بعد عورتوں میں تشریف لائے اور انھیں انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی۔ عورتوں نے اپنے گلے اور کانوں کی طرف ہاتھ بڑھائے اور اپنے زیورات بلالؓ کو دے دیئے۔بچے بالعموم عورتوں کے ساتھ آتے تھے۔بچوں کے رونے کی آواز آتی تو آپ ﷺ نماز مختصر کر دیتے تھے۔نواسئہ رسول ﷺ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا مسجد میں آنا اور اپنے نانا کی گود میں بیٹھنا بھی مشہور ہے۔

جسمانی تربیت، ورزش کا انتظام

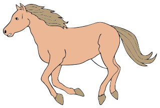

تعلیم کے ساتھ نبی کریم ﷺ وقتاً فوقتاً اپنے اصحاب کی جسمانی تربیت کا انتظام بھی مسجد میں فرماتے۔ آج بھی مسجد نبوی ﷺ کے شمالی دروازے کے پاس ایک جگہ ہے، جس کا نام ہی "مسجد سبق" ہے۔ سبق کے معنی مسابقت میں حصہ لینا ہے۔ آپ ﷺ اس جگہ بلندی پر کھڑے ہوتے اور جب گھڑ سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے آتے تو رسول اکرم ﷺ مختلف طریقوں سے ان کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ اور خود ہی فیصلہ فرماتے کہ کون پہلے نمبر پر ہے اور کون دوسرے نمبر پر۔ سیرت نگاروں نے لکھا ہے پانچ اول آنے والے گھوڑوں کو نبی ﷺ انعام دیا کرتے تھے۔ کبھی کھجور کی شکل میں کبھی کسی اور چیز کی صورت میں۔

ادب اور تفریح کے مواقع

مسجد نبوی ﷺ کے منبر پر جہاں جمعہ کے خطبات اور مختلف اوقات میں آپ ﷺ کے ہدایات و ارشادات کا معمول تھا۔ وہیں ادب، شعر و شاعری کی محافل بھی منعقد ہوتی تھی اور حضرت حسان بن ثابتؓ اور دیگر اصحاب رسول حمد باری تعالی، مدح رسول ﷺ، توصیف اسلام اور جاہلی دور کے واقعات ادبی ذوق پر مشتمل اشعار بھی پڑتے تھے۔ صحیح بخاری میں اس کی تفصیلات ملتی ہیں۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے مسجد نبوی ﷺ میں حبشیوں کے نیزہ بازی اور جسمانی ورزشوں پر مشتمل کھیل خود حضرت عائشہ صدیقہؓ کو دکھائے جو آپ ﷺ کے اوٹ میں دیکھتی رہیں۔ اور جب تھک گئیں تو واپس اپنے حجرے میں چلی گئیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ نبوی دور میں سماج اور معاشرے کا کوئی بھی فرد مسجدوں سے کٹا ہوا نہیں رہتا۔ جوان، بوڑھا، مرد و عورت، بچے، مسلم و غیر مسلم سب مسجدوں سے جڑے ہوئے ملتے اور مسجدوں سے ہر کسی کو فائدہ ہوتا۔

بلغ العلى بكماله

كشف الدجى بجماله

حسنت جميع خصاله

صلوا عليه وآله

١٤٢١

مسجدوں کو
مسجد نبوی ﷺ کے طرز پر
مرکز خدمت خلق
بنانے کی ضرورت

اوپر مسجد نبوی ﷺ کی چند اہم سرگرمیوں کو اختصاراً اس لیے پیش کیا گیا ہے تاکہ ہم اپنی مسجدوں سے اس کا موازنہ کر سکیں۔ اور یہ دیکھ سکیں کہ ان دونوں میں کتنا فرق ہے؟ آج ہماری مسجدیں صرف خالق کی مخصوص قسم کی عبادت کے لیے مختص ہو کر رہ گئی ہیں۔ مخلوق خدا ان سے استفادہ کرنے سے تقریبا محروم ہے۔ زیادہ سے زیادہ ان میں صبح و شام مکاتب اور بچوں کے مدرسوں کا انتظام ہوتا ہے۔ اور نمازوں کے اوقات کے علاوہ یہ یا تو بند رہتی ہیں یا ان سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جاتا۔

وقت آگیا ہے کہ مسجدوں کو (جن کو لاکھوں نہیں کروڑوں روپیوں کی رقم خرچ کر کے تعمیر کیا جاتا ہے، ان کے ظاہری بناوٹ، ان کے اندرو باہر کی تعمیر اور سجاوٹ حتی کہ صرف ان کے میناروں تک پر کروڑوں روپئے خرچ ہوتے ہیں) خدمت خلق کا مرکز بنائیں۔ مسجد نبوی کے طرز پر مرجع خلائق کا درجہ دیں۔ اور مسجد کے اس فعال اور حرکی تصور کو دوبارہ زندہ کریں، جو دور نبوی ﷺ اور دورِ خلفائے راشدین میں عروج پر تھا۔ اور اس کے لیے باقاعدہ مہم چلائیں۔

ساتویں صدی عیسوی سے موجودہ اکیسویں صدی تک کے اسلامی تاریخ کے مطالعہ کی روشنی میں مساجد کو درج ذیل فکری و عملی اور اخلاقی قدروں کے مراکز کے طور پر بنانے کی شدید ترین ضرورت ہے۔

تعلیم وتربیت کی درس گاہ

مسجدوں کی تعلیم کے اندر مذہبی ،اخلاقی ،نظم وضبط اور دنیاوی علوم کے عناصر شامل ہوں۔کیونکہ اعلی اخلاقی قدروں کا حامل انسان ہی آخرت میں رب باری تعالی کے عفو در گزر کا امیدوار ہو سکتا ہے۔سماج کا عمومی مشاہدہ بھی ہمیں یہ بتاتا ہے کہ حق وانصاف پر قائم رہنے کے لیے اور دنیا میں برپا امتحانِ باری تعالی سے قدرے عافیت سے گزرنے کے لیے معاشی استحکام کی بھی شدید ضرورت ہے۔اسی لیے مسجدوں میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم کا ہونا بھی وقت کی اہم ضرورت بن گیا ہے۔مسجدیں مسلم معاشرے کا وہ قیمتی اثاثہ ہیں جن کا استعمال سب سے کم ہوتا ہے۔ہمارے معاشرے میں موجود بے راہ روی، قانونی اقدار سے لاعلمی اور کچھ کم فہموں کے ذریعے اسے توڑنے پر خوش فکری کا مظاہرہ ہمارے اخلاقی دیوالیہ پن کی نشانیاں تو ہیں ہی، یہ ہمیں ملک کے دیگر شہریوں کی نظر میں باعزت رہنے بھی نہیں دیتی ہیں۔حکام چند کم فہم لوگوں کے ان قابل مذمت اقدام کی وجہ سے پوری ملت کو ایک جیسا سمجھنے لگتے ہیں، کیونکہ عموماان کا سابقہ انھیں کم فہم افراد سے پڑتا ہے۔اسی لیے تعلیم وتربیت کے اس سلسلے کو پھر سے جاری کر کے ہمیں مساجد کو اعلی تعلیمی اور اخلاقی قدروں کے مراکز کے طور پر رائج کرنا ہوگا۔معاشرے کی خدمت کا شاید اس سے بہتر کوئی اور ہدف اس وقت طے کرنا مشکل ہے۔

ہمیں قرآن میں بار بار اپنے وعدوں کو نبھانے کی تلقین کی گئی ہے۔اور اسی بنیاد پر اِس امت کی تاسیس کی گئی ہے، اور بنی اسرائیل کو اپنی چہیتی امت سے معزول کر کے اس عہدے پر بنی اسماعیل کو فائز کرنے کا الہی فیصلہ در اصل اسی عہد ومیثاق کی پاسداری کا دوسرا نام ہے۔اسی عہد ومیثاق کا حصہ ہے کہ ہم جس ملک میں رہتے ہیں اس ملک کی شہریت حاصل کرنے کے لیے ہم وہاں پر رائج آئین وقانون سے بھی بندھے ہیں، یعنی وہاں کے قانون کی پاسداری کرنا ہمارا بنیادی اخلاقی فریضہ بن جاتا ہے۔

دین کی تبلیغ وتفہیم اور نشرواشاعت

مساجد اسلامی تعلیمات کی تبلیغ و تفہیم اور نشر و اشاعت کے بنیادی مراکز ہیں۔ اس کے لیے اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو صرف قرآن کی تلاوت کا حکم دیا ہے۔ اور ان تعلیمات کو عوام الناس تک پہونچانے کا واحد راستہ بھی قرآن کو بتایا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا معمول یہ تھا کہ جب بھی کوئی شخص آپ ﷺ سے دین سیکھنے کے لیے آتا تھا، تو آپ ﷺ حسب ضرورت قرآن کے کسی مناسب حصہ کی تلاوت کر کے اللہ کا پیغام اس تک پہونچاتے تھے۔ اسلام کی تبلیغ میں قرآن کی تلاوت اور نبی ﷺ کی حدیثوں کے علاوہ کوئی اور راستہ تجویز نہیں کیا گیا ہے۔ ہاں اگر بندہ دین کی طرف راغب ہو جائے، اور اس کے ذہن میں کوئی اشکال یا سوال باقی ہو، تو اس کے لیے پھر دین کی ضروری باتوں کے بارے میں اشکال دور کرنے کی حد تک اپنے الفاظ اور خطاب کو اپنانے کی روایت موجود ہے۔ آج کے دور میں ہم تلاوت قرآن کے ساتھ اس کا صحیح ترجمہ پڑھ کر اور اسے لوگوں کو سنا کر یہ ذمہ داری ادا کر سکتے ہیں۔ اس سے ہم فکری اور مسلکی خانہ جنگی سے بھی بچے رہیں گے اور دین کی بنیادی تعلیم اور تبلیغ کا حق بھی ادا کر پائیں گے۔

مرکز انصاف

مسلم معاشرے میں لوگوں کے درمیان موجود قانونی، سماجی، سیاسی اور ظلم کے وہ معاملات جس میں قانونی چارہ جوئی ممکن ہے۔ اس کے تصفیہ کے لیے عہد نبوی اور دور خلفائے راشدین میں مسجد ہی مرکزی ادارہ تھا۔ بعد میں قضاءت کا ادارہ الگ سے تشکیل پا گیا اور آج اس کی مصداق ہمارے ملک کی عدالتیں ہیں جہاں قانونی چارہ جوئی کی جاتی ہے۔ تاہم شرعی معاملوں میں رہنمائی اور مشاورت کے لیے آج بھی مسجد ایک نہایت ہی مناسب ادارہ ہے۔ اس کا صحیح استعمال ہمیں بہت ساری قانونی پیچیدگیوں سے بچا سکتا ہے۔

مرکز مشاورت

ملت کو درپیش مسائل اور چیلینجیز حل کرنے کے لیے کسی فرد مخصوص کے گھر یا دفتر کے بجائے اگر مشورہ مسجد میں کیا جائے، تو اس میں نا صرف یہ کہ عوام الناس بھی شامل ہو پائے گی بلکہ لیے گئے فیصلوں کے حوالے سے شفافیت اور نتیجۃً اس پر تیقن کا جذبہ بھی پیدا ہو گا۔ اسی طرح اگر ہمارے بنیادی شرعی امور مثلاً، نکاح اور شادی وغیرہ مسجد میں ہونے لگیں تو ان تقریبات کے حوالے سے ملت کے چند افراد کے ذریعے کیا جانے والا بے جا اسراف اور نامعقول خرچ بھی ہم بچا سکتے ہیں۔ بلکہ ان کا بہتر استعمال سماج کے ضرورت مند افراد کی امداد میں کیا جا سکتا ہے۔ اس سے ان تقریبات میں در آنے والی سماجی بے راہ روی کا بھی مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

بیت المال کا مرکز

اسلامی معاشرے میں زکوۃ ہر صاحب نصاب پر فرض ہے۔ نماز اور زکوۃ دین کی عملی اساس ہیں۔ اگر ہم محلوں کی مساجد میں بیت المال کا نظم قائم کرتے ہیں، اور اس کے ذریعے ملت کو درپیش مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو ہمارے بہت سارے مسائل خود بخود آسانی سے حل ہو جائیں گے۔ تعلیم، روزگار، صحت عامہ، صفائی و ستھرائی، غرباء کی امداد وغیرہ جیسے معاملوں کے لیے ہمیں دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

آج کے دور میں جب کہ مساجد چوبیس گھنٹوں میں صرف دو تین گھنٹے ہی استعمال کی جا رہی ہیں۔ ہمیں درج بالا عنوانات کے تحت پیش کیے گئے احوال و کوائف کی روشنی میں مساجد کو مثالی ادارے کی حیثیت سے فعال بنانے کی ضرورت ہے۔ مساجد کو امت کی تشکیل نو کا مرکز بنانے کی انتہائی سخت ضرورت ہے۔ امت آج ملک کے باقی طبقوں کے تناظر میں ترقی کی دوڑ میں بہت پیچھے ہے۔ اور اسے وقت رہتے اس خواب سحری سے بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے پاس ہزاروں کی تعداد میں پر شکوہ اور ہر قسم کے جدید آسائشوں سے آراستہ مساجد موجود ہیں۔ اسی لیے انتہائی کم خرچ میں اور انتہائی کم وقت میں ہم ان مساجد کو نماز پڑھنے کی جگہ کے طور پر مستعمل رکھتے ہوئے باقی اوقات میں ملت کے تشکیل جدید کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ایک فعال مرکز کے طور پر فی الفور استعمال کر سکتے ہیں۔ اس سے معاشرے میں نا صرف یہ کہ دین کے حوالے سے لوگوں میں اور بالخصوص نوجوانوں میں رغبت پیدا ہو گی بلکہ شاید وہ نسل بھی تیار ہو جائے گی جو دین پر چلتے ہوئے دنیا میں بھی اپنی کامیابی کا سکہ منوانے میں کامیاب ہو جائے گی۔

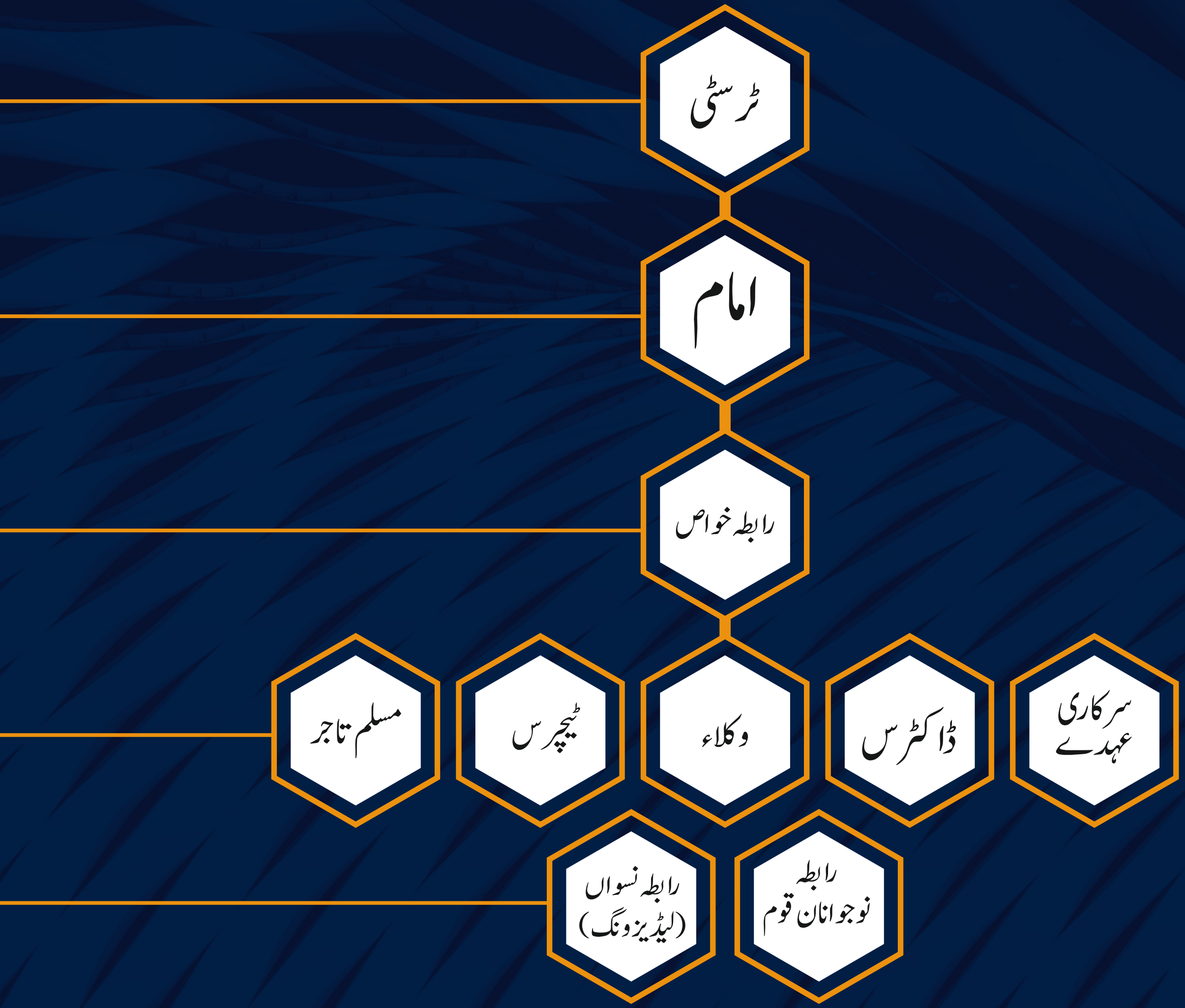
ٹرسٹی
امام
رابطہ خواص
سرکاری عہدے
ڈاکٹرس
وکلاء
ٹیچرس
مسلم تاجر
رابطہ نوجوانان قوم
رابطہ نسواں (لیڈیز ونگ)

ایک یا دو ٹرسٹی اس پروجیکٹ کے خاص ذمہ دار ہوں جو ساری بھاگ دوڑ پر نظر رکھیں۔ اور امام کے ساتھ مل کر کام کو آگے بڑھائیں۔ کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی بھی کرتے رہیں۔

سارے کاموں پر گہری نظر رکھیں۔ دینی لحاظ سے مکمل رہنمائی کریں تاکہ کہیں بھی کوئی غیر اسلامی کام سرزد نہ ہو۔ لوگوں کو اس پروجیکٹ میں شامل ہونے کے لئے ابھارتے رہیں۔ اور ہمت و حوصلے بلند کرتے رہیں۔

مختلف شعبے میں علاقہ کے تعلیم یافتہ لوگوں کا ایک گروپ جو اپنے اپنے شعبہ کی ذمہ داریاں بحسن وخوبی نبھائیں۔

جو جس کام / پیشہ / ہنر میں مہارت رکھتے ہوں اپنے علاقہ کے اس فیلڈ میں ترقی کیسے ممکن ہے؟ اس بات پر خصوصی توجہ دیں۔ نوجوانوں کی ٹیم سے بھرپور کام لیں۔ اور امام وٹرسٹی سے مشورہ کرتے رہیں۔ اور کام کی تفصیلات سے بھی آگاہ کرتے رہیں۔

نوجوانوں کی پہلی ذمہ داری کہ وہ اپنے بڑوں / امام / رابطہ خواص سے اپنے آپ کو جوڑے رکھیں۔ جس فیلڈ میں دلچسپی اور تجربہ ہو اسی فیلڈ میں کام کے لئے رابطہ خواص سے ملیں اور ٹیم بناکر اس میں پیش رفت دکھائیں۔ سارے کام میں رابطہ خواص، امام اور ٹرسٹی سے صلاح ومشورہ کرتے رہیں اور رپورٹس بھی پیش کریں۔

ہمارے مسائل اور مساجد میں ان کا طریقہ حل

علاقے کا سروے

مسجد کے اطراف میں مسلمان کتنے ہیں؟ کس حالت میں ہیں؟ کون کون پریشان ہیں؟ کس کے گھر میں فاقہ ہے؟ کس گھر میں بیوہ اور یتیم ہیں؟ ان سے کلی طور پر ہم بے خبر رہتے ہیں۔ پھر بھی ہم علاقے کی مسجد کے ذمہ دار ہیں۔ یہ ذمہ داری! افسوس صد افسوس۔

لہذا ہر مسجد کے ذمہ داران، مسجدوں اور مصلیوں کی تعداد کے حساب سے اپنے اپنے علاقہ کے کم و بیش ۵۰۰ میٹر کے دائرہ میں رہنے والے سارے مسلمانوں کی مکمل سروے کروائیں۔ جس میں ہر گھر کی پوری جانکاری ہو، جنس کی تفریق (مرد و عورت) کے ساتھ بچے، بوڑھے، جوان صحتمند و دائمی مریض، معذور، روزگار و بے روزگار، تعلیم یافتہ اور ان پڑھ کی تعداد کی تفصیلی فارم بھی پر کئے جائیں۔ اور بعد میں ڈاٹا انٹری کر کے رپورٹ تیار کیا جائے۔ یہ سروے ہر ۳ سال میں ہونا چاہئے تاکہ ہمارے پاس ڈاٹا اپڈیٹ ہو۔ ہم اپنے کام کا تجزیہ بھی کر لیں گے کہ ہماری کوشش کی وجہ سے کتنے گھروں کی حالت میں تبدیلی آئی ہے، کتنی محنت ہوئی ہے اور آگے کا لائحہ عمل کیا ہونا چاہئے؟

سروے فارم کے لئے اسکین کیجئے

رابطہ خواص

ہمارے علاقے میں مسلم تاجر، ڈاکٹرس، وکلاء، ٹیچرس، اسپورٹس مین اور سرکاری عہدے داران کی بڑی تعداد ہے۔ مگر سب بکھرے بلکہ ایک دوسرے سے بچھڑے ہوئے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کی صلاحیتوں سے امت اور قوم خاطر خواہ استفادہ نہیں کر پا رہی ہے۔ لہذا ضرورت ہے کہ ان کو مسجدوں سے جوڑ کر ایک ان کی مضبوط ٹیم بنائی جائے، تاکہ ان کی صلاحیتوں کو کماحقہ امت کی بھلائی کیلئے استعمال کیا جاسکے۔ کوشش کریں کہ ہر شعبہ میں مرد و خواتین کے حساب سے الگ الگ کم از کم دو افراد کی ایک ٹیم ہو تاکہ ایک دوسرے کو تقویت ملے۔ اور کبھی کوئی مصروف ہو تو کام رکنے نہ پائے۔

علاقہ کی سروے رپورٹس کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ خواص کا طبقہ لائحہ عمل مرتب کر کے ایکٹیوٹیس طے کرے کہ اگلے چھ مہینہ میں کس شعبہ میں زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر یہ لائحہ عمل رابطہ نوجوانان اور رابطہ نسواں کے سپرد کرکے ان سے کام کروانے کی ذمہ داری قبول کروائیں۔ وقتاً فوقتاً کام کی نوعیت اور کارکردگی پر بھی نظر رکھیں۔

رابطہ نوجوانان قوم

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ آج ہماری مسجدوں میں نوجوانوں کیلئے نشاطات کا فقدان ہے۔ ذمہ داران مساجد کی طرف سے ان کی ناقدری بھی اپنی جگہ ہے۔

علاقہ کے نوجوانوں کو سرے سے ہم نے نظر انداز کرر کھا ہے، ایسے جیسے وہ ہماری قوم کے بچے ہیں ہی نہیں۔ جب ہم نے انھیں اپنایا نہیں، مسجدوں سے جوڑ کرر کھا نہیں، تو وہ بھی ہم سے بغاوت کرنے میں ہم سے پیچھے نہیں رہے۔ اور وہ بہت جلد ہمارے ہی خلاف استعمال ہونے لگے۔

ہمارے سماج میں دو قسم کے نوجوان رہتے ہیں

پہلی قسم

وہ نوجوان کی جو معاشرہ کی فلاح و بہبود سے اور قوم کی اصلاح و ترقی سے بالکل بے خبر ہو کر بے فکری و نادانی کی زندگی جی رہے ہیں۔ جنھیں قوم وملت کی بہو بیٹیوں کی عصمت و عفت، والدین کے ادب و احترام اور بڑوں کی عزت و تکریم سے کوئی سروکار نہیں۔ بھری دوپہر تک سونا، شام کو بن سنور کر چوراہوں، ہوٹلوں، گزرگاہوں اور ساحل سمندر پر نکل کر آوارہ گردی کرنا اپنا روز کا مشغلہ بنالیا ہے۔ باپ کی محنت کی کمائی جوؤں، سٹہ بازیوں، نشہ خوری اور رات بھر بائک اور کار ریسنگ جیسے بے ہودہ کاموں میں گنوانے کو فخر محسوس کرتے ہیں۔ اور پھر صبح گناہوں کا ایک انبار اپنے کاندھوں پر لے کر واپس آتے ہیں۔ گھر میں جب تک رہتے ہیں سارے گھر کو سر پر اٹھائے رہتے ہیں۔ ماں باپ اور بھائی بہن غرض پورا خاندان ان سے پریشان اور فکر مند رہتا ہے۔ گھر کے ہر فرد کے سکون و اطمینان کو غارت کئے رہتے ہیں۔

دوسری قسم

وہ نوجوان جو قوم وملت کا درد رکھتے ہیں۔ اس کی فلاح و بہبود کے فکر مند بھی رہتے ہیں۔ جذبہ، ہمت اور حوصلہ بھی رکھتے ہیں۔ مگر انھیں کام کا تجربہ نہیں ہوتا۔ اور صحیح پلیٹ فارم نہ ملنے کی وجہ سے بے راہ روی کے شکار ہو کر اپنی طاقت و قوت ضائع کر بیٹھتے ہیں۔ اپنے اپنے علاقوں میں چھوٹے چھوٹے (NGO) اور الگ الگ کمیٹیاں بنا کر کچھ بہتر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن صحیح رہنمائی اور بہتر لیڈر شپ کا فقدان ان کی ساری محنت پر پانی تو پھیر تا ہی ہے، اچھے نتیجے سے بھی محروم کر دیتا ہے۔ ان کے تجربہ کی کمی یا بھولے پن کی وجہ سے مستحقین کو ان سے فائدہ کم، اور غیر مستحقین کو زیادہ ہوتا ہے۔ اس طرح ضرورت مندوں کا حق مار لیا جاتا ہے۔ کبھی کبھی وہ نوجوان کسی غلط سیاسی فرد یا جماعت کے ہاتھوں بھی لگ جاتے ہیں، جو انھیں ابتداء میں چند پیسوں کے عوض اپنے ووٹ بینک اور غلط منصوبوں کی تکمیل میں استعمال کرنے لگتے ہیں، آگے چل کر یہی مفید و کار آمد نوجوان پروگراموں اور تیوہاروں کے نام پر لوگوں سے جبراً چندہ وصول کر کے اپنی گزر بسر کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

کیا یہ ہماری ذمہ داری نہیں ہے کہ ہم انہیں صحیح پلیٹ فارم مہیا کر کے ان کی قیمتی انرجی کو قوم وملت کی فلاح و بہبود میں استعمال کریں؟ اور انہیں با اختیار بنائیں؟ ہر تین مہینہ یا چھ مہینہ کے لئے کام کا ٹارگٹ دے کر ان سے رپورٹنگ طلب کریں۔ بلاشبہ یہ ہماری ہی ذمہ داری ہے۔

حل (طریقہ کار)

لہٰذا ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے مسجدوں کی نگرانی میں نوجوانوں کی بھی ایک رابطہ کمیٹی (Youth Wing) تشکیل دیں۔ اس کمیٹی میں مختلف (تعلیمی، صحت و تندرستی، معاشی اور ماحولیاتی وغیرہ) شعبہ بنائے جائیں اور ان ہی نوجوانوں کو ان مختلف شعبوں کے عہدے دے کر بہتر کام کرنے کے لئے ابھارا جائے۔ کوشش کریں ہر شعبہ میں ۵ سے ۱۰ نوجوان ہوں۔ ان میں ایک ان کا سربراہ بھی ہو۔ اور جس شعبہ میں یہ ٹیم کام کرے رابطہ خواص کے اسی شعبہ کے ذمہ داران ان کے لیڈر ہوں۔ مثلاً، جو ٹیم صحت کے شعبہ میں کام کرے، رابطہ خواص میں سے ڈاکٹر کی ٹیم ان کے لیڈر ہو۔ صحت کے شعبہ کا سربراہ اپنے لیڈر کو رپورٹ کریگا۔ اس طرح سے رابطہ خواص میں ہر ممبر کے ماتحت انکی اپنی ایک ٹیم تیار ہو جائیگی۔ جب بھی کوئی بڑی تقریب کا اہتمام ہو تو تمام کمیٹی کے سبھی ممبران ایک ساتھ مل کر کام کرینگے۔

یہی ٹیم علاقے کے سروے کا کام کرے گی۔ اور رپورٹ تیار کرے گی، جس میں ان کی مدد رابطہ خواص کے ممبرس کرینگے۔

رابطہ نسواں (لیڈیز ونگ)

یہ دور بڑا پر فتن دور ہے۔ آج مسجدوں سے رابطہ، تربیتی دروس اور دینی رہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے ہماری عورتیں بالخصوص نوجوان بچیاں مختلف تباہ کن فتنوں سے دوچار ہو جاتی ہیں۔ ہم انھیں اعلی تعلیم یافتہ ڈاکٹرس، ٹیچرس، نرس وغیرہ بنانے کے خواہاں ہوتے ہیں جو کہ ان کا حق ہے۔ مگر ان کی صالح تربیت، اپنا ہنر اور صلاحیت دکھانے جیسے دیگر کاموں کے لیے ہم نے انھیں کوئی پلیٹ فارم مہیا نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے وہ غیروں کے پلیٹ فارمس کی زینت بن جاتی ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے ان میں سے ایک بڑا طبقہ ہمارے ارمانوں پر کھرا اترنے کے بجائے اپنے بھولے پن کی وجہ سے ہماری بدنامی کا سبب بن جاتا ہے۔ سماج کے فتنہ پرور بدمعاش قسم کے لوگ ان کا دین، مذھب، اور عزت وناموس سب داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ حالات اس قدر نازک ہو گئے ہیں کہ ان میں سے بعض خود ہی پورے سماج بلکہ دین اسلام سے بغاوت کرکے غیروں کے ساتھ فرار ہو کر شادیاں بھی کر لیتی ہیں
۔

حل (طریقہ کار)

مسجد کی نگرانی میں یوتھ ونگ کی طرح ایک (Ladies Wing) رابطہ نسواں بھی قائم کیا جائے۔ جسے رابطہ نوجوانان قوم کے طرز پر مختلف (تعلیمی، صحت وتندرستی، معاشی اور ماحولیاتی وغیرہ) شعبوں میں تقسیم کرکے ان کو عہدے ومنصب دئے جائیں۔ انھیں خاص خواتین سے متعلق مسائل کو حل کرنے کے لیے بہتریں ٹریننگ دی جائے۔ اور ہر تین یا چھ مہینے کا ٹارگٹ دیا جائے اور تمام شعبہ کی مکمل رپورٹنگ بھی کرائی جائے۔

جائزہ وتزکیہ نفس

رابطہ نوجوانان ورابطہ نسواں میں کارکردگی کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر سال نئے سربراہ کا انتخاب ہونا چاہئے ، تاکہ سب کو اپنا ہنر دکھانے کا پورا موقع ملے۔ سب سے اہم یہ کہ فلاحی کام کے ساتھ ساتھ انکی دینی تربیت پر پورا دھیان دیا جائے ، ہفتہ واری یا ماہانہ واری ان کے لئے تزکیہ نفس کی نشست کا اہتمام کیا جائے۔ اس میں ان کے لئے دینی دروس کے ساتھ ساتھ دینی سوالات وجوابات کے مقابلہ کا بھی اہتمام کیا جائے۔ اور ان کی حوصلہ افزائی کے لئے انعامات سے نوازا جائے۔

دارالقضاء / کاؤنسلنگ سینٹر

آج مسلمان قریبی رشتے میاں بیوی، بھائی بہن، باپ بیٹے کے آپسی جھگڑے، عائلی و خاندانی اختلافات اور چھوٹے چھوٹے آپسی سماجی مسائل تک کو حل کرانے کے لئے پولس اسٹیشنوں اور کورٹ کچہری کے دروازے کھٹکھٹانا آسان سمجھ لیا ہے۔ جہاں بے تحاشے پیسے خرچ کرنے پڑتے ہیں، گالی گلوچ بھی سننے پڑتے ہیں۔ ان کے ساتھ ذلت آمیز سلوک بھی کئے جاتے ہیں۔ بے عزتی بے غیرتی کے طعنے الگ سے برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اور یوں مسلمان اسلام کی بدنامی کا سبب بھی بنتا ہے۔ یہ کسی حد تک مجبوری بھی ہے، کیونکہ وہ اپنے جھگڑوں، اختلافات اور مسائل کے حل کا کوئی اور نعم البدل نہیں پاتے۔ لہذا اگر علاقہ میں کاؤنسلنگ سینٹر قائم کر لیا جائے تو با آسانی امت کو رسوائیوں سے بچایا جا سکتا ہے۔ نیز اس سے سرکاری اداروں کا بوجھ بھی کافی حد تک ہلکا ہو جائے گا۔

تصور:

محمد عربی ﷺ کی بعثت سے قبل بالخصوص سرزمین عرب تباہی و بربادی کے دھانے پر کھڑا تھا۔ ہر طرف ظلم و بربریت، قتل و غارت گری، فتنے و فساد کے بازار گرم تھے۔ سارا ملک ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا کہ بعثت نبوی ﷺ کے چند سالوں ہی میں آپ ﷺ نے ان لوگوں کی ایسی ذہن سازی اور کاؤنسلنگ کی، کہ زمانے کے بگڑے دوسروں کی بہترین ذہن سازی اور کاؤنسلنگ کرنے والے بن گئے۔

طریقہ آغاز

ہر علاقہ کی جامع مسجد سے ملحق کوئی کمرہ، آفس یا دکان اس کے لئے مختص کرلی جائے۔اور شروعات میں ہفتہ میں صرف دو دن کام کیا جائے۔ ہر تین دن کے مسائل یکجا کیے جائیں اور اپنی سہولت کے اعتبار سے متعین دن میں اسکا حل اور سیلوشن پیش کیا جائے۔ یہاں مسائل کی پوری کیفیت پہلے سے معلوم ہو۔ہاں! کوئی بہت ایمرجنسی مسئلہ در پیش آجائے اور اسے فوراً حل کرنے کی ضرورت پڑ جائے، تو اس کے لئے ایمرجنسی میٹنگ لی جاسکتی ہے۔

ممبران

ہر مسئلہ کے تصفیہ کے وقت فریقین کے علاوہ کم از کم تین افراد کی حاضری یقینی بنائی جائے۔

(۱) ایک مستند اور دور اندیش عالم دین جو مسئلہ کے حل کے لئے شرعی رہنمائی کرسکے۔

(۲) مسجد کے ایک عقلمند ذمہ دار یا علاقے کا سوشل ورکر، جو سرکاری اسکیموں سے روشناس ہو اور ضرورت پڑنے پر ان پر روشنی ڈال سکے۔

(۳) ایک تجربہ کار وکیل جو قانونی پیچیدگیوں کو سمجھا سکے، کہ آپس میں صلح صفائی کرنا آگے جانے کے بالمقابل کتنا بہتر ہے۔اور اگر معاملہ پولس اسٹیشن اور کورٹ تک لے جائیں تو کیا کیا پریشانیاں ہونگی۔کن کن دشوار گھاٹیوں سے فریقین کو گزرنا پڑے گا۔

(۴) اگر اتفاق سے کسی پینل ممبر کے گھر کا یا رشتہ دار کا مسئلہ ہو تو اس کیس کے لیے اس ممبر کو بر طرف کیا جائے تاکہ فیصلہ عدل پر مشتمل ہوسکے۔

نوعیت مسئلہ

مطلب کس نوعیت کے مسئلے اس کاؤنسلنگ سینٹر میں حل کرنے کی کوشش کی جائے۔

(۱) مسلمانوں کے عائلی مسائل وگھریلو اختلافات، جس میں میاں بیوی، ساس بہو، میکے اور سسرال وغیرہ کے اختلافات۔

(۲) پڑوسیوں سے جڑے ہوئے مسائل۔ مثلاً گلی، محلے واطراف کی صفائی ستھرائی، پانی، لائٹ وغیرہ کے مسائل، جنھیں اگر وقت پر حل نہ کریں تو بڑے جھگڑے میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

(۳) معاشرے میں ایسا ماحول بنائیں کہ آدمی کے انتقال ہوتے ہی اس کی وراثت جلد از جلد تقسیم ہو جائے۔ یا کم از کم تقسیم پر وارثین کا اتفاق لکھوا لیا جائے۔ پھر بھی اگر کہیں مسئلہ در پیش ہو، تو کاؤنسلنگ سینٹر کی جانب سے اس معاملہ کو حل کیا جائے۔ کیونکہ جتنا زیادہ وقت گذرے گا، فیصلہ کرنا اتنا ہی پیچیدہ ہوگا۔

(۴) سماج بالخصوص مسلم علاقوں میں پھیلی ہوئی غیر قانونی سرگرمیوں (نشہ آور اشیاء کے خرید و فروخت یا خورد نوش، کھانے پینے کی چیزوں میں ملاوٹ، جنسی استحصال وغیرہ) پر باقی ٹیم کی مدد سے کڑی نظر رکھی جائے۔ اور اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے مناسب اور موثر اقدامات کریں تاکہ نئی نسل کے تحفظ کو یقینی بنایا جاسکے۔

اندراج/ریکارڈس

ہر کیس کی درخواست پیپر پر تحریری شکل میں لی جائے۔ اور مسئلہ سے متعلق سارے افراد کا تفصیلی پتہ، فون نمبر اور مسئلہ کی نوعیت معہ تاریخ رجسٹر میں درج کیا جائے۔ پھر کاؤنسلنگ سینٹر کی طرف سے کئے گئے حل و تصفیہ کا نیز دونوں فریق اخیر میں کیا طے کیے؟ مکمل مطمئن ہوئے یا دوسرے طریقے اپنانے کا اظہار کیا وغیرہ بھی درج ہو۔

عیب پوشی

اسلامی تعلیمات کا تقاضہ ہے کہ ہر مسلمان کی پردہ پوشی کی جائے۔ لہذا ایک وقت میں ایک ہی فریق کے مسئلہ کو سنا جائے۔ بیک وقت دو یا کئی فریقوں کو بیٹھا کر بات سننے سے کلی پرہیز کیا جائے، تاکہ ایک دوسرے کی رازدارانہ باتیں دوسروں پر عیاں نہ ہونے پائیں۔ مکمل عیب پوشی کا خیال رکھا جائے۔

بیت المال کا نظام

بیت المال کا نظام چلانا اس وقت بہت مشکل ہو جاتا ہے جب ہمیں عوام کے حالات کا صحیح پتہ نہ ہو۔ کس کو دیں؟ کس کو نہ دیں؟ کس مد میں کتنا خرچ کریں؟ اور زکوۃ وصدقات کے پیسوں کے خرچ میں شفافیت نہ دکھے۔ لہذا جب ہم علاقے کا سروے کر ہی رہے، ہیں اور ہمارے پاس ڈاٹا بینک بھی ہے کہ ہمارے علاقے میں کس نوعیت کے کتنے لوگ ہیں؟ تو یہ کام با آسانی کیا جا سکتا ہے۔ بیت المال کے ذریعے مندرجہ ذیل کاموں کو انجام دیا جائے۔

۱۔ سب سے پہلے آمد اور خرچ کے قوانین بنائیں۔ جس میں پیسوں کا حصول کیسے ہو اور کس مد میں کتنے فیصد خرچ ہوں ایمر جنسی کے لیے کتنا جمع کر کے رکھا جائے وغیرہ۔

۲۔ الگ الگ مد میں آئے ہوئے پیسوں کا اس مد کے حساب سے اندراج ہو۔ اور دینے والے کو اس کا رسید مہیا کیا گیا ہو۔ لوگوں کو اس بات کی ترغیب دی جائے کہ رقم چھوٹی ہو یا بڑی رسید ضرور حاصل کریں، بہت سے لوگ اخلاص کی بنا پر رسید لینے سے منع کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے یہ بے احتیاطی بدعنوانی کی وجہ بن جائے۔ ہر خرچ کے لیے کم سے کم ۳ ذمہ داروں کا اتفاق اور دستخط یقینی ہو تا کہ عوام اور جو پیسہ دیتے ہیں ان کو تسلی ہو کہ پیسہ صحیح جگہ استعمال ہو رہا ہے۔

۳۔ علاقے کے مفلس وقلاش لوگ جو بہت بوڑھے یا بیمار ہوں، ان کے لیے باقاعدہ ماہانہ راشن کا انتظام ہو۔ ان کی عزت نفس کا خیال کرتے ہوئے خاموشی کے ساتھ ان کے گھر تک پہنچایا جائے، بصورت دیگر محتاج غیرت مند محروم رہ جائینگے۔ وقتاً فوقتاً تحقیق کرتے رہیں۔ اگر حالات بہتر ہو جائیں تو اطلاع کر کے سہولت بند کر دیں۔

۴۔ ایسے غریب ومفلس جن کی صحت اچھی ہے۔ ان کو ابتداء میں بہت کم دنوں کے لیے راشن فراہم کیا جائے۔ مگر ان کی معاشی حالات مستقل سدھارنے کے لیے ان کو کسی تجارت سے جوڑ دیا جائے۔ مثلاً ان کے محلے کی ضرورت کو دیکھتے ہوئے چھوٹی دکان شروع کرنا، کوئی ہنر مند ہو تو اس کے اوزار خرید کر دینا۔ جیسے الیکٹریشن، پینٹر، بڑھئی وغیرہ۔ اور مسجد کے باہری حصہ کے نوٹس بورڈ پر مسجد کے مصلیان اور جاننے والوں میں ان کے کام کا اعلان کرنا تا کہ ان کو بھرپور کام ملے اور وہ ترقی کر سکیں۔

۵۔ غریب وبیوہ عورتیں جن کی صحت اچھی ہو، ان کے ہنر وضرورت کے حساب سے ان کو آمدنی کے ذرائع فراہم کریں۔ سلائی، بنائی و کڑھائی کرنے والوں کے لیے سلائی مشین، اچھا کھانا پکانے والوں کے لیے ٹفن سروس، ضرورت مند صاحب مال کے گھروں میں گھریلو کام کا ریفرنس، مہندی کون یا مہندی ڈیزائین کورس یا اس کے کام کی شروعات میں مالی مدد کرنا، ٹیوشن کلاسس کی شروعات کرنا، گھر میں بنانے والی چیزیں ایمٹیشن جویلری وغیرہ جیسے کئی کام ہیں جن کی شروعات کروانا اور رابطہ نسواں کے ذریعے خواتین میں ان کا اعلان کروانا تاکہ یہ اپنے پیروں پر کھڑی ہوں۔ اور اپنے اخراجات خود برداشت کرنے کے قابل ہو جائیں۔ علاقے کے ضرورت مندوں کی ہر ضرورت علاقے میں ہی پوری ہو جائے۔ ہر کسی کو کام ملے۔ کوئی بے روزگار نہ ہو اس کی پوری کوشش ہونی چاہیے۔

مائکروفائنانس

بہت سارے معاملات میں چھوٹی تجارت شروع کروانے کے لیے غیر سودی قرض ’’قرض حسن‘‘ کا نظم بھی کریں۔ تاکہ ملازمت سے زیادہ تجارت کو فروغ ملے۔ مسجد کی آمدنی کے حساب سے قرض کی رقم چھوٹی یا بڑی ہو سکتی ہے، اصل سرمایا مہیا کرانے کے بعد آمدنی کے تناسب سے قرض کی واپسی کا آسان راستہ نکالیں۔ معیشت کے تجربہ کار لوگوں سے مشورہ کرکے قرض کے لیے مناسب معاہدہ کے دستاویز بنالیں۔ ضرورت محسوس ہو تو قرض کے عوض سامان رہن پر بھی رکھ لیں۔ اگر بنا مجبوری کے بھی قرض واپس نہیں کیا جارہا ہو تو سامان مرہون کو فروخت کرکے زائد رقم اس کو واپس کردی جائے۔

سہولت: موقع محل کی مناسبت سے ایسی نشستوں کا اہتمام کیا جائے، جس میں لوگوں کو صرف حلال کمائی کی ترغیب دی جائے۔ تجارت میں شرعی حدود کا پاس رکھنے کی برکتیں بتائی جائیں۔ مختلف تجارت سے متعارف کرایا جائے۔ تجارت ہی سے متعلق حکومتی اسکیموں سے روشناس کرایا جائے۔ آپس میں تمام تاجروں کے ملنے اور تبادلہء خیال کا موقع فراہم کیا جائے۔ نیز طلبہ میں تجارتی ذہن سازی بھی کی جائے تاکہ پوری قوم کاندھے سے کاندھا ملا کر ترقی کی راہوں پر گامزن ہو سکے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم
أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ " اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ
وَالْفَقْرِ ". فَقَالَ رَجُلٌ وَيَعْدِلاَنِ قَالَ " نَعَمْ "

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے ”اے
اللہ! میں کفر اور فقر سے تیری پناہ مانگتا ہوں“،
ایک شخص نے کہا: کیا یہ دونوں برابر ہیں؟
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں“

(سنن نسائی ۵۴۸۵)

فنڈریسنگ

کسی بھی کام کو بہتر طریقے سے پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے فنڈ کا ہونا بہت بنیادی ہے۔یوں تو مساجد کی آمدنی کے کئی ذرائع ہوتے ہیں۔ جس میں جمعہ کا تعاون، مسجد کی عطیہ پیٹی، ماہانہ و سالانہ ممبر شپ اور زکوۃ وصدقات وغیرہ۔ مگر یہ سارے کام اگر بہتر طریقے سے انجام دینا ہو تو اور زیادہ فنڈنگ کی ضرورت ہوگی۔ وجہ یہ ہے کہ اس کام کو ہلکے میں نہ لیتے ہوئے بڑی کمپنیوں اور کارپوریٹ جیسے پروفیشنل کام کرنا ہے، تب اس کا اثر نظر آئیگا۔ جو بھی ٹیم اس میں کام کریگی، ان کے لیے کام کے دوران سفر اور کھانے پینے کے اخراجات مسجد ہی کے اکاؤنٹ سے خرچ ہوگا۔ جو لوگ اس میں اپنا پورا یا آدھا دن صرف کریں، انہیں معاہدہ کر کے محنتانہ ادا کیا جائے، اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ انکا بھی گھر اور خاندان ہے، بیوی بچے ہیں۔ خرچ نکلے گا تو مزید جدوجہد کے ساتھ کام کریں گے۔ اور دوسرا بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ ان سے کام کے بارے میں پوچھ تاچھ کی جا سکتی ہے۔ اور رپورٹ بھی طلب کیا جا سکتا ہے، مفت میں کام کرنے والوں سے رپورٹنگ میں دشواری ہوگی۔ آپ اس بات کو نوٹ کر لیں کہ اگر بہتر اور اچھا کام ہو رہا ہو، تو ہماری قوم کو کبھی مالی دشواری نہیں آئیگی، ان شاء اللہ۔ ہماری قوم کے پاس پیسے بہت ہیں۔ مگر مناسب جگہ پر نہ لگنے کی وجہ سے بہت سارا مال ضائع و برباد ہو جاتا ہے۔

طریقہ کار

۱) رابطہ خواص کے مسلم تاجروں کی مدد سے پورے علاقے کے اصحاب مال کی ایک فہرست تیار کی جائے، جس میں تاجر، دکاندار اور ایسے افراد شامل ہوں جو اچھی ملازمت میں ہوں۔ مرد و خواتین کی الگ الگ فہرست تیار ہو۔

۲) جیسے جیسے نئے پروجیکٹ کی شروعات ہو، ویسے ویسے سبھی لوگوں کی میٹنگ بلائی جائے۔ اور سب کو اس پروجیکٹ کی تفصیل بتائی جائے۔ مثبت و فائدہ مند پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے۔ پروجیکٹ میں سالانہ اخراجات کی بھی تفصیل ہو۔ آخر میں سبھی سے اس پروجیکٹ میں مالی تعاون کی اپیل کی جائے۔

۳) جس پروجیکٹ کی شروعات ہو، اس ٹیم کی ذمہ داری ہوگی کہ ہر ۶ مہینے میں اس کی تفصیلی رپورٹ تیار کریں، جس میں کتنی نشستیں ہوئیں؟ کتنے افراد اس پروجیکٹ سے مستفید ہوئے؟ کام کے دوران کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور آگے کی کیا ضروریات ہیں؟

۴) رپورٹ کو فائنل کر کے اس کو کتابچہ کی شکل دی جائے۔ اور یہ کتابچہ سبھی صاحب خیر حضرات تک پہنچائی جائے تاکہ جن لوگوں نے اس پر تعاون کیا ہے، ان کو دلی تسلی ہو جائے کہ ان کا پیسہ مناسب جگہ خرچ ہوا ہے۔ اور نہ دینے والے ہمت کریں۔

۵) اس کتابچہ کو ضروریات کے حساب سے علاقے کے صاحب خیر حضرات کے علاوہ شہری و ملکی سطح کے صاحب مال تک بھی پہنچانے کی کوشش کریں۔ ہو سکتا ہے کام کے حسن کو دیکھتے ہوئے علاقے اور شہر کے باہری لوگ بھی آپ کی مالی امداد کریں۔ اور یہ بھی ممکن ہے آپ کی کوششوں سے دوسرے بھی سبق لیں۔ اور وہ اپنے علاقے میں بھی اسی طرح کے کام کی شروعات کریں۔ جو آپ کے لئے ثواب جاریہ بن جائیگا ان شاءاللہ۔

۶) رپورٹ کا مناسب طریقہ سے پوسٹر بنا کر اپیل تعاون کے ساتھ سوشل میڈیا پر بھی نشر کیا جاسکتا ہے۔ مگر دھیان رہے الفاظ پر باریکی سے نظر ثانی ہو۔ کہیں جذباتی باتیں نہ ہوں۔ جو بھی مواد کی تشہیر ہو اس کو علماء اور وکیلوں سے چیک کروائیں تاکہ غلطی کی گنجائش نہ رہے۔

اس طرح کام کرنے پر آپ کو فنڈ کی کبھی کمی نہیں آئیگی۔ ان شاءاللہ

عالیشان مسجدیں اور بدحال ائمہ

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا"العلماء ورثۃ الأنبیاء" علماء انبیاء کے وارث ہیں۔جو ذمہ داری انبیائے کرام کی تھی وراثت میں وہی ذمہ داری علماء کو ملی ہے۔انبیائے کرام علیہم السلام اللہ رب العزت کے دین کا علم حاصل کرتے، کلام اللہ کی تلاوت کرتے، اس کی تعلیمات لوگوں میں عام کرتے، ان کا تزکیہ کرتے، ان کی تعلیم وتربیت اور اصلاح کے لیے انتھک کوشش کرتے۔لوگوں کے رشد وہدایت کے لیے دعائیں بھی کرتے۔اسی طرح وہ دین کے اولین محافظ اور پاسبان تھے۔یہی ذمہ داریاں انبیاء کے وارثین "علماء وائمہ" کی بھی ہیں۔وہ علم دین سیکھنے اور سکھانے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیتے ہیں ۔لوگوں کی تعلیم وتربیت، تزکیہ نفس، انھیں دینی مشن سے جوڑنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔

تو کیا کبھی ہم نے یہ سوچنے کی زحمت گوارہ کیا کہ ان علماء وائمہ نے قدرتی اور پیدائشی صلاحیت ہونے کے باوجود دنیا کے تمام باعزت پیشوں اور کاروبار کو کیوں چھوڑا؟ امامت وخطابت اور لوگوں کی تعلیم وتربیت وتزکیہ نفس جیسے آزمائش بھرے کام کا انتخاب کیوں کیا؟ جب کہ اس کام کی تیاری کے لیے چودہ یا پندرہ سال لگانے پڑتے ہیں، کمر توڑ محنت کرنی پڑتی ہے، اچھے کھانے اچھے لباس حتی کہ ضروریات زندگی کے مناسب اسباب کے لیے بھی ترس جانا پڑتا ہے۔انھیں یہ بھی معلوم رہتا ہے کہ بعد کی زندگی بھی معاشی اعتبار سے تنگ دستی کا شکار رہے گی۔پھر بھی انھوں نے انبیائی مشن کا انتخاب اس لیے کیا:

۱) یہ ربانی حکم ہے۔ ۲) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو سب سے زیادہ پسند اور محبوب ہے۔ ۳) دین متین کی حفاظت کا اصل ذریعہ ہے۔ ۴) قوم وملت کی پیدائش سے لے کر قبر میں باعزت دفن کرنے تک کے تمام مراحل کو، زندگی و موت کے تمام کاموں کو اللہ کی رضا اور نبی پاک ﷺ کی ہدایات کی روشنی میں حل کر سکیں تاکہ امت کی دنیا و آخرت دونوں سنور جائے۔

اس عظیم کار خیر کا ہم نے انھیں صلہ کیا دیا؟ بالخصوص ان کی معاشی زندگی کو مفلوج کر کے رکھ دیا۔مسجدوں کے ائمہ جو وارثین انبیاء ہیں ان کی نوکروں سے بدتر حالت کر دی ہے۔کھانے کے لیے دست سوال دراز کرنے پر مجبور ہیں۔بیمار ہو

جائیں تو چندے کا اعلان، اولاد کی شادی ہو تو چندے کا اعلان، ۵۰۔۶۰ ہزار روپیہ کی بنیادی ضروریات پڑ جائے تو چندے کا اعلان، ہر موقع پر ان کی غیرت کا جنازہ نکال رکھا ہے۔ اور رعب ایسا گویا ہم آقا ہوں اور وہ غلام۔ اگر جمعہ کا خطبہ بھی دینا ہو تو اپنی مرضی سے نہیں دے سکتے۔ کتاب و سنت کی باتیں بیان کرنے میں آزاد نہیں ہیں۔ جو عیب اور کمیاں ٹرسٹیان اور سیٹھ حضرات میں ہوں اس کے خلاف زبان نہیں کھول سکتے۔ ورنہ باہر کا دروازہ دکھا دیا جاتا ہے۔ غربت کے مارے علماء وائمہ چھوٹی چھوٹی تنخواہوں پر مجبوری کی حالت میں اپنے اہل وعیال کا پیٹ پالتے ہیں اور ساتھ ہی ظلم بھی سہتے ہیں۔ حد تو تب ہوتی ہے جب اپنے گھر کے کام بھی اماموں سے کروایا جاتا ہے۔ انکار کی صورت میں مسجد سے نکال دینے کی دھمکی بھی دی جاتی ہے، افسوس صد افسوس۔ لہذا ضرورت ہے کہ علماء اور ائمہ کو خوشحال اور فارغ البال بنایا جائے تاکہ یکسوئی کے ساتھ وہ اپنی عظیم ذمہ داریوں کو ادا کر سکیں۔

حل

۱)علماء کی تنخواہ شروع میں شہر اور گاؤں کی مہنگائی کے اعتبار سے کم از کم ۲۰ سے ۲۵ ہزار روپیہ ماہانہ ہو، ساتھ ہی سالانہ ۵ سے ۱۰ فی صد اضافہ فکس ہو تا کہ بار بار تنخواہ پر بحث بند ہو جائے۔

۲)علماء کو مطالعہ کے لیے دینی اور مفید دنیاوی کتابیں فراہم کی جائیں۔ اخبار اور رسالے جاری کئے جائیں تا کہ دینی علم میں اضافہ کے ساتھ ساتھ دنیا کے تازہ ترین حالات بھی ان کے سامنے رہیں۔ اسطرح مناسب وقت پر انھیں اپنے مصلیوں کی تعلیم و تربیت میں آسانی ہو گی۔ بہتر ہو گا اگر ایک کمپیوٹر بھی دستیاب ہو تا کہ آن لائن مطالعہ، درس اور تحقیق میں مدد مل سکے۔

۳)اکثر ائمہ کی رہائش کا انتظام مسجد میں ہی کیا جاتا ہے۔ یہ یہاں سالوں دینی خدمت میں اور ان کے بیوی بچے گاؤں میں، جس کی وجہ سے کئی بار برے نتائج دیکھنے کو ملے ہیں۔ بہتر ہے کہ ائمہ کرام کو اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہنے کے لیے مسجد کے نزدیک کسی کمرہ کا انتظام کیا جائے، جس سے یہ ذہنی تناؤ سے آزاد ہو کر قوم کی صحیح خدمت کر سکیں۔

۴)ائمہ کرام اور ان کے اہل خانہ کے لیے میڈیکل اور بچوں کی تعلیم کا الگ سے فنڈ مہیا کروائیں، تا کہ ضرورت کے وقت کسی کے آگے ہاتھ پھیلا کر اپنی خودداری کی قربانی نہ دینی پڑے۔

۵)مسجد کے ٹرسٹیان، رابطہ خواص، ذمہ داران اور پنج وقتہ نمازیوں میں سے کچھ لوگوں کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔ نئے امام کا انتخاب کرنا ہو یا امام سے متعلق کوئی مسئلہ ہو یا امام کے بارے میں کوئی بڑا فیصلہ لینا ہو تو کمیٹی میں فیصلہ ہو، تا کہ کوئی ایک ٹرسٹی یا ذمہ دار مطلق العنان نہ ہونے پائے۔

۶)عالم اور امام کو اس بات کی پوری آزادی ہو کہ وہ اپنے علاقہ کی غلطیوں، کوتاہیوں، دین کے خلاف پھیلے رسم و رواج پر کتاب و سنت کی روشنی میں جمعہ کے خطبہ کا عنوان منتخب کرے اور موعظت حسنہ کے ساتھ عوام الناس کی اصلاح کرے۔

چند دیگر سرگرمیاں

- مساجد میں ایک عمدہ قسم کی لائبریری اور دارالمطالعہ ضرور بنائیں تا کہ اس میں طلبہ اصحاب مسجد نبوی ﷺ کی طرح آئیں اور علم کی پیاس بجھائیں۔ آج کے دور میں آڈیو، ویڈیو اور کمپیوٹر کے ذریعے مختلف علوم کو حاصل کرنا آسان بھی ہو گیا ہے اور سستا بھی۔ مثال کے طور پر شہر بنگلور کی سٹی جامع مسجد میں اس قسم کی عام تعلیم، فنی تعلیم اور تعلیم بالغان وغیرہ کے نمونے پائے جاتے ہیں، جو قابل تحسین ہے۔
- کھیل کود اور تفریح آج کے دور کی اہم ضرورت ہے۔ مگر تفریح کے نام پر صرف فحش اور گندی چیزیں ہی سماج میں میسر ہیں۔ کیا جائز

(جمناسٹک اور انڈور) کھیلوں کے مواقع مسجد کے احاطہ میں فراہم نہیں کیے جاسکتے؟ چھوٹے بچوں کے تربیتی مقصد کے لیے کارٹون بنانا، اور بچوں کے لیے نفسیاتی، اخلاقی اور لسانی نقطہ ٔنظر سے مفید اور جائز سہولیات فراہم نہیں کی جاسکتی ہیں؟ مغربی ممالک مثلاً امریکہ، کناڈا اور برطانیہ میں مساجد اسلامک سینٹر کی نام سے موسوم کی جاتی ہیں، جہاں انڈر گراؤنڈ (تہہ خانہ) میں بچوں کے کھیلنے کی جگہ اور اس میں مختلف کھیلوں کا انتظام ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ حلال اور سستے کھانوں کے ریسٹورینٹس اور چھوٹی چھوٹی دکانیں اس کے احاطہ میں ہوتی ہیں، جن میں روزمرہ کی اشیاء ہاتھ سے بنے مصنوعات فروخت ہوتی ہیں۔ بڑی عمر کے لوگوں کے لیے خصوصی انتظام ہوتا ہے۔

❖ صحت اور حفظان صحت کی ضرورت سے کس کو انکار ہو سکتا ہے؟ فرسٹ ایڈ کی تربیت، ڈساسٹر مینجمنٹ کے کورسس، ڈائگنوسس لیبوریٹری، بلڈ بینک کا قیام، جہاں خون اور پیشاب وغیرہ کی تشخیص ہو سکے۔ ایکسرے اور سی ٹی سکین کی سہولیات جہاں مرد اور عورتوں کے لیے علاحدہ اوقات اور الگ اسٹاف و ماہرین کی فراہمی ہو تو دور نبوی ﷺ کے شفاء خانے اور زخمیوں کی تیمار داری سے متعارف ہو سکتے ہیں۔

❖ مسجد کے اطراف کرائے کے لئے دکانوں کی تعمیر اور اس سے آمدنی کے ذرائع فراہم کرنے کا رجحان عام طور پر پایا جاتا ہے۔ اس کے بجائے لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے ہوسٹلس یا کم از کم کمرے تیار کیے جائیں تاکہ طلبہ اور طالبات کو احاطہ مسجد میں پاکیزہ ماحول مل سکے اور تعلیم کے علاوہ تربیت کے حسین مواقع سے فائدہ اٹھا سکیں۔ ہمارے علم میں ترچناپلی کے ایک غریب محلہ میں جہاں بیڑی کاریگر اور روزانا اجرت پر کام کرنے والے مرد اور عورتیں رہتی ہیں، وہاں ایک صاحب خیر نے مسجد بنائی، جو دن رات کھلی رہتی ہے اور سیکڑوں طالب علم اپنے گھروں میں جگہ کی قلت کی وجہ سے مسجد میں لکھتے پڑھتے ہیں۔ یہ جان کر بڑی خوشی ہوگی کہ اس مسجد کے اس کردار کی وجہ سے سیکڑوں نوجوان فرسٹ جنریشن، گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ بن کر نکلے ہیں۔ اور آج بہتر ملازمت اور اچھے معاش کے حصول کے ذریعے سماج میں ایک باعزت زندگی گزار رہے ہیں۔

❖ ملک عزیز میں حکومتی سطح پر سرکاری مراعات و امداد خاص طور سے غربت کی سطح سے نیچے (belowpovertyline) زندگی گزارنے والوں کے لیے بی پی ایل کارڈ (BPLCard) جیسے اور بھی دیگر اکیمس جاری کی جاتی ہیں جن کے ذریعے انھیں کئی قسم کی سہولتیں ملتی ہیں۔ ضعیف العمر مرد و خواتین کو پینشن، بیواؤں کو ماہانہ وظائف کی اسکیمیں بھی جاری ہوتی ہیں۔ لہٰذا مساجد میں مرکز قائم کرکے ان غریب، معذور و مفلس لوگوں کے بی پی ایل کارڈ (BPLCard) پنشن، راشن کارڈ و دیگر دستاویزات حاصل کرنے میں مدد کی جائے۔ اور ان کاموں کے لیے سہولتیں مہیا کی جائیں۔ اس سے ایک طرف غریبوں کی مدد بھی ہوگی اور حکومت کی اسکیمیں صحیح اور مستحق افراد تک پہنچ بھی جائیں گی۔ گجرات کے بعض علاقوں میں ایسے مراکز ہیں، جس سے نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم افراد بھی مستفید ہوتے ہیں۔

مسجد کا رجسٹریشن و باقی دستاویزات

ہماری اکثر مسجدیں رجسٹرڈ نہیں ہیں۔ چاہے وہ گاؤں کی ہوں یا شہر کی۔ اگر کچھ رجسٹرڈ ہیں بھی، تو ان کے بھی پختہ کاغذات جگہ پر نہیں ہوتے۔ جب کبھی اچانک حکومتی محکمہ کی جانب سے دستاویز جمع کرانے کی بات آتی ہے تو ذمہ داروں کا آپس میں ایک دوسرے کا منہ دیکھنا، ایک دوسرے پر لعن طعن کرنا، اپنی غلطیاں دوسروں پر تھوپنا، ایک عام بات ہو جاتی ہے۔ جب کچھ نہیں بن پاتا تو مسجد کا پیسہ بطور رشوت افسر کو کھلا پلا دیتے۔ معاملہ وقتی طور پر ٹل جاتا ہے، مگر مستقبل کے لیے سر درد باقی رہتا ہے۔

ادارے کا رجسٹریشن کے اصول و ضوابط کے مطابق وقت پر الیکشن نہیں ہوتا۔ کچھ لوگ اپنی نااہلی کے باوجود بلکہ خائن بن کر کئی سالوں تک عہدوں پر قابض رہتے ہیں۔ اور بعد میں ان کی آنے والی پیڑھیاں اس عہدے کی دعویدار ہو جاتی ہیں۔ جیسے ان کے گھر کی جائیداد ہو۔ دینی اور دنیاوی اصول و ضوابط کی کھلی خلاف ورزی کرنا یہ بھی ایک عام بات ہے۔

حل

۱) آج کی تاریخ میں مسجد کا رجسٹریشن اور اس کے پختہ دستاویزات بے حد ضروری ہیں۔ سب سے پہلے ہمیں یہ پتہ ہونا چاہئے کہ ہماری مسجد کہاں رجسٹرڈ ہے۔ وقف بورڈ میں یا چیریٹی کمیشن میں۔

۲) ۲۰۰۵ میں وقف بورڈ کے قیام کے بعد سبھی مسجدیں، قبرستان اور دیگر وقف کی جائیداد کو چیریٹی کمیشن سے وقف بورڈ کی نگرانی میں دے دیا گیا ہے۔ اور جو وقف کی جائیداد نہیں تھی اس کو چیریٹی کمیشن میں باقی رکھا گیا ہے۔

۳) عبادت گاہیں جس بھی ایکٹ میں رجسٹرڈ ہوں۔ ان کے حساب سے سارے دستاویزات صحیح اور درست طریقے سے بنے ہیں یا نہیں؟ کسی وکیل یا ماہر انسان کے ذریعے چیک کرائیں اور اگر کوئی خامی ہو تو اسکو جلد از جلد دور کریں۔

۴) اپنے بائے لاز (By Laws) میں دیے گئے قواعد و ضوابط کے مطابق ہی سرگرمیاں چلائیں۔ جیسے: وقت پر میٹنگ کرنا اور میٹنگ کے منٹس تیار رکھنا، وقت پر ایمانداری سے الیکشن کروانا، سالانہ اکاؤنٹس جمع کروانا، وغیرہ۔

مسجد کے احاطہ کے دستاویزات

(ا) اگر مسجد کی جگہ کلکٹر میونسپل کارپوریشن کی ماتحتی میں ہو تو۔۔۔

۱۔ ٹرسٹ کے نام سے جگہ کا فوٹو پاس ہونا چاہیے۔

۲۔ ٹرسٹ کے نام سے لائٹ کا بل ہونا چاہیے۔

۳۔ باقی سارے دستاویزات بھی مسجد کے رجسٹرڈ ایڈریس کے حساب سے ہونا چاہیے۔ اگر نہیں ہے تو چینج رپورٹ (Change Report) کر کے اس کو درست کرا لیں۔

۴۔ جگہ کے دستاویز ۱۹۹۵ سے پہلے کے ہمارے پاس ہونا چاہیے اور ساتھ ہی سینسیس رجسٹرڈ ہونا چاہیے۔

۵۔ جگہ سے متعلق سارے دستاویزوں کو ۲ یا ۳ جگہ رکھنا چاہیے، اور وہ بھی اٹیسٹ کروا کے۔ تاکہ کبھی کوئی حادثہ پیش آئے تو واپس نکالنے میں آسانی ہو۔

(ب) اگر آپ کی مسجد کی جگہ پرائیویٹ لینڈ میں ہو تو۔۔۔

۱۔ آپ کی لینڈ کے پراپرٹی کارڈ اور ۱۲/۷ پر ٹرسٹ کا نام رجسٹر کروائیں۔

۲۔ پراپرٹی اسسمنٹ ٹیکس، کارپوریشن اسسمنٹ ٹیکس، پانی کا ٹیکس وغیرہ وقت پر بھرا ہو۔

۳۔ جب بھی نئے سرے سے مرمت کا کام کرنا ہو تو ٹاؤن پلاننگ اتھاریٹی سے اجازت لے کر کام کروائیں۔

۴۔ مسجد کی جتنی بھی پراپرٹی ہے، اس کا ریکارڈ بہت باریکی سے ہونا چاہیے۔ کسی کو جگہ کرایہ پر دینی ہو یہ کوئی جگہ خریدنی ہو، کسی جگہ کا مرمت کروانا ہو، ہر جگہ کے دستاویز بہت احتیاط سے اور ماہرین کی نگرانی میں تیار کروائیں۔

اکاؤنٹس اور آڈٹ

سب سے برا اور خستہ حال اکاؤنٹس کا ہوتا ہے۔ کئی سالوں سے آڈٹ کا کوئی پتہ نہیں، نہ کوئی چندہ کا ریکارڈ اور نہ ہی کوئی خرچ کا۔ مسجد کی پراپرٹی کتنی ہے؟ کتنے ذرائع سے کتنی آمدنی مسجد کو آرہی ہے؟ اور کہاں خرچ ہو رہا ہے؟ کچھ پتا نہیں۔ اور پوچھیں تو آسمان سر پر! بعض مسجدوں کا عینی مشاہدہ ہے۔

ادارے اور ٹرسٹ میں اکثر جھگڑے وفساد کی اصل جڑ اکاؤنٹس میں بے احتیاطی ہی ہوتی ہے۔ ممکن ہے چوری نہ ہوئی ہو، بے ایمانی سے بھی پاک ہوں، کسی نے پیسہ غبن بھی نہ کیا ہو، مگر وقت پر حساب صحیح طریقے سے پیش نہ کر پانا ساری محنتوں کو ضائع و برباد کر دیتا ہے۔ اور وہ انسان ہمیشہ کے لیے مشکوک ہو کر رہ جاتا ہے۔ لہٰذا اکاؤنٹس کی ذمہ داری اسی کو لینی چاہئے یا اسی کو دینی چاہئے جو اس کی صلاحیت رکھتا ہو۔

۱۔ اکاؤنٹس ہمیشہ اتنا صاف وشفاف ہونا چاہئے کہ کسی کم علم کو بھی سمجھنے میں تکلیف نہ ہو۔

۲۔ مسجد کی آمدنی کے جتنے بھی ذرائع ہیں سب کا الگ الگ ریکارڈ درست طریقہ سے ہو۔

۳۔ جتنا بھی چندہ آئے، اس کا رسید صحیح طریقہ سے چیریٹی کمیشن اور انکم ٹیکس ڈپارٹمنٹ کے قوانین کے حساب سے (نقد کی رسید زیادہ سے زیادہ کتنے روپیہ کا بنا سکتے ہیں؟ اور کن حالات میں نقد اور چیک لے دے سکتے ہیں وغیرہ) بننا چاہئے۔

۴۔ جتنے بھی ممبران اور غیر ممبران مسجد کو چندہ دیتے ہیں۔ ان کا تفصیلی ریکارڈ مکمل نام، پتہ، موبائل نمبر اور پین کارڈ کے ساتھ مسجد کے پاس ہونی چاہئے۔

۵۔ جب بھی جتنا بھی، چھوٹا یا بڑا خرچ ہو تو اس کا پکا بل حاصل کرنے کی پوری کوشش کریں۔ خرچ کا واؤچر اسی وقت تیار کر دینا چاہئے تاکہ بعد میں ایک ساتھ کام کا بوجھ نہ پڑے اور حساب صاف رہے۔

۶۔ اکاؤنٹس کا رجسٹر بہتر سے بہتر طریقہ سے بنائیں، تاکہ کسی بھی وقت کوئی سوال ہو تو فوراً اکاؤنٹس حاضر کرنا آسان ہو۔

۷۔ کوشش کریں زیادہ سے زیادہ خرچ چیک کے ذریعے ہو۔

۸۔ سال کے اختتام تک اکاؤنٹس آڈٹ ہو کر سبھی ضروری جگہوں پر جمع کر دینا چاہئے۔

۹۔ ہم سبھی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹس سے اکاؤنٹس کا کام کرواتے ہیں۔ مگر ہم ہر ہفتہ یا ہر مہینہ اس کے پاس نہیں جا پاتے۔ اس لیے آسان طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ اپنے علاقے میں اگر کوئی نوجوان اکاؤنٹس کی پڑھائی کیا ہو یا کر رہا ہو، اس سے معاہدہ کر کے ہفتہ واری کام دے دیا جائے کہ مسجد کے منیم جی یا ٹریجرار کے ساتھ بیٹھ کر اکاؤنٹس کو تیار کر لے۔ اس طرح سے بہت آسانی ہو جائے گی۔

آخری بات

امت مسلمہ اور خاص طور پر ہمارے ملک میں اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے لیے مسجد نبوی کے طرز پر مساجد کے کام و کاز میں انقلابی اور حرکی تبدیلیوں کی سخت ضرورت ہے۔ اس کی طرف ملت کے علماء کرام اور عمائدین عظام کو خصوصی اور فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ ہماری یہ مسجدیں گندے پانی کے اتھاہ سمندر میں خوبصورت پھول کی طرح نمودار ہوں۔ جہاں نہ صرف مالک کی عبادت ہو، نہ بندوں کی تربیت بلکہ پوری خلق الہ کی خدمت و مودت کا بھی مرکز ہوں۔ سماج کے مجبور، معذور اور حاشیہ پر رہنے والوں کی دادرسی ہو سکے۔

واقعہ یہ ہے کہ ان تمام سرگرمیوں پر مشتمل مسجد نبوی کے طرز پر اگر چند مساجد عمل میں آجائیں تو دنیا اپنے سر کے آنکھوں سے اس کی افادیت واہمیت دیکھ کر عش عش کر اٹھے گی۔ سنت نبویہ کے اس عظیم الشان اجراء سے نہ صرف امت مسلمہ کی نشاۃِ ثانیہ ہو گی بلکہ صدقہ جاریہ کے ایک ایسے سلسلے کا آغاز بھی ہو گا، جس سے ساری انسانیت مستفید ہو سکے گی۔ اور رب جلیل وقدیر کے یہاں بے پناہ اجر و ثواب کا مستحق بھی۔ ساتھ ہی ہم اسلام کو ایک نظام رحمت ومودت کی عملی شہادت کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کر سکیں گے۔

Useful Websites

Department Of Education Http://education.nic.in

Maharashtra Police Http://www.mahapolice.gov.in

Aadhar Card Https://uidai.gov.in/

Voter Id Card Https://www.nvsp.in/

Study In India (For Foreign Students) Https://www.studyinindia.gov.in

Vikaspedia.in (Development & Information) Http://www.vikaspedia.in

Centralized Pensioners Grievance Redress And Monitoring System
Https://pensionersportal.gov.in/cpengrams.aspx

Scan To Download
More Helplines And Links

Helplines Number

Police Control Room	100
Fire & Rescue Services	101
Ambulance	102
Hospital On Wheels	104
Accidents	108
Railway General Enquiry	131
Bsnl Telephone Complaints	197
Emergency Relief On Highways	1033
Traffic Help Line	1073
Disaster Help Line	1077
Women Helpline (All India) - Women In Distress	1091
Women Helpline Domestic Abuse	181
National Commison For Women (ncw)	011-26942369, 26944754
Child Help Line	1098
Senior Citizen Help Line	1253/ 14567
Anti Ragging Helpline	18001805522
Suicide Prevention Helpline	85265 65656
Aadhar Card	1947
Voter Id Card	1950 / 1800111950

مسجد کا جنوبی رخ سے منظر

عثمانی دور میں ۱۹ ویں صدی کے دوران مسجد نبوی ﷺ

GLOBAL CARE
FOUNDATION

www.globalcarefoundation.com

+91 9867365546 / 22 22000110

GCFMumbai

Published by:
MALIK LIYAQAT HUSAIN EDUCATIONAL AND CHARITABLE TRUST,
Shop No. 17C, 1st Floor, Sayba Shopping Center,
New Mill Road, Kurla West, Mumbai 400070
Website: www.mlhngo.com

9 788196 334529